قبر کی پہلی رات پر بہترین کتاب

قبر کی پہلی رات

مصنف:

صوفی محمد اسماعیل

نظرثانی:

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

قبر کی پہلی رات

مصنف:
صوفی محمد اسماعیل

نظر ثانی:
محمد شکیل مصطفی اعوان صابری چشتی

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

نام کتاب .... **قبر کی پہلی رات**

مصنف .... صوفی محمد اسماعیل صاحب خطیب مسجد شاہی مالیرکوٹلہ

تصحیح .... محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

صفحات 120

کمپوزنگ .... فیصل اعوان

اشاعت 2016ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... -/130 روپے

انس پبلیکشنز

40- اُردو بازار، لاہور

Mob: 0300-8852283

فہرست

عرض اور غرض

بھائیو! یہ کتاب قبر کی پہلی رات جو انتھک محنت کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے عرض حال لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ یہ پوری کتاب ہی عرض حال پر مشتمل ہے...... جس کے لکھنے اور چھاپنے کی غرض صرف آپ کی خیر خواہی و ہمدردی اور خدمت ہے، جس کا شاہد اور گواہ خدا کافی ہے...... نہ کہ دنیا کمانے کے لئے اس کو لکھا اور چھاپا گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے فاسد خیال اور بری نیت سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسے صرف اپنی نجات اور ایصال ثواب اور آپ کی بھلائی و خیر خواہی سمجھ کر لکھا ہے...... لہٰذا میرے دوستو! دنیا کی نعمتوں کے نشہ میں پھنس کر دھوکا میں نہ پڑو۔ عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ سب نعمتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ جب تم کوئی جنازہ لے کر قبرستان جایا کرو تو یہ سوچتے رہا کرو کہ ہمارا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھایا جائے گا۔

پس آپ سے یہی عرض ہے اور غرض ہے کہ اس میں جو کچھ بھی درج ہے اس کو غور سے پڑھیے اور اس پر عمل کیجئے اور اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے۔

فیا رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین٥

خادم محمد اسمٰعیل امام مسجد شاہی
مالیرکوٹلہ ذی الحجہ 1397ھ

اپنی موت کی یاد میں دنیائے فانی سے سفر
آخرت
کی پہلی منزل
قبر کی پہلی رات یا آخرت کا دروازہ

کہاں سلیماں، کہاں سکندر، کہاں ہیں جم اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
مسافرانِ رہِ عدم کو یہ کیسی نیند آ گئی الٰہی!
کہ جب کے سوئے نہ پھر سے چونکے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

قبر کی رات کی پکار

مجھے ضرور پڑھتے جایئے

آپ تنہائی میں بیٹھ کر کم سے کم ایک مرتبہ اول سے آخر تک ضرور پڑھئے میرے پیش آنے سے پہلے مجھ سے ضرور واقف ہو جایئے۔

میں وہ رات ہوں...... جو ہر ایک کو پیش آتی ہوں اور عنقریب تم سب کو پیش آ کر رہوں گی...... اور میں نے تم کو اپنے آنے کی اطلاع سے باخبر کر دیا ہے۔ میں خاک کے نیچے سخت اندھیری رات ہوں پھر میرے اندر آ کر یوں نہ کہنا کہ ہائے مجھے معلوم نہ تھا۔ ہائے میں بھول گیا، ہائے اب میری توبہ

یاد رکھو! پھر اس چیخنے چلانے اور رونے دھونے سے کچھ کام نہ چلے گا۔

بلکہ تجھے سخت عذاب اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اگر روشنی چاہتا ہے تو چراغ لے کر آنا...... اور یاد رکھ! وہ چراغ جلتا ہے پانچ وقت نماز، تہجد کی نماز، قرآن مجید کی تلاوت، اعمال صالح، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری فرمانبرداری کرنے اور اپنے نفس کی مخالفت کرنے سے۔

کر زمیں کے نیچے جانے کی بھی فکر
اونچے اونچے یاں تو بنوائے محل
روشنی قبر کا سامان کر
کام جو کرنے ہیں کر لے آج کل

صاحب قبر کی پکار

آئے تھے چمن میں تیرے سیر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ' ہم تو اپنے گھر چلے

او راہ جانے والو! کچھ پڑھ کے بخش جانا
اگر ہو خیال تم کو اس میری بے کسی کا

ہو کبھی جس کا گزر، اس بستیٔ خاموش سے
میری قبر پر بھی آ کے پڑھ کے جائے فاتحہ

فی سبیل اللہ کرم اتنا تو کرتے جائیے
فاتحہ ناچیز کی تربت پہ پڑھتے جائیے

فاتحہ مرقد ویران پہ بھی پڑھتے جائیے
کہہ دو کہ جو ہیں اس راہ سے گزرنے والے

فاتحہ تربت پہ میری للہ پڑھتے جائیں
میرے محسن جو ہیں اس راہ سے گزرنے والے

قبر کی پکار

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے بیٹے! تو مجھے بھول گیا

میں تنہائی کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں تنگی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ......

جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو قبر سے یہ آواز آتی ہے کہ اے شخص! تو کتنا غافل اور بے فکر تھا کہ تو میرے سینے کو ساری عمر بڑی بے دردی سے روندتا رہا حالانکہ تو جانتا تھا کہ تیری آخری منزل میں ہوں اور میرے اندر کیڑوں کی پناہ گاہیں ہیں، میں رنج وتکلیف کی جگہ ہوں۔ میں وہ ہیبت ناک جگہ اور مقام ہوں کہ جہاں صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے لیکن افسوس کہ تو نے کبھی نہ سوچا اور یاد رکھو!

قبر کہتی ہے کہ میں ان مرنے والوں کے کفن پھاڑ دیتی ہوں، بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں، خون سارا چوس لیتی ہوں، گوشت کھا لیتی ہوں اور آدمی کے جوڑ جوڑ جدا کر دیتی ہوں۔

ہم بھول گئے:

اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے

ہم اپنی اصل کو اور آخری منزل کو بھول گئے۔

ہم اپنے خالق و مالک کو بھول گئے۔

ہم اپنے دنیا میں آنے کا منشاء و مقصد بھول گئے۔

ہم اپنی موت و قبر کو بھول گئے۔

ہم اپنی آخرت کے نفع و نقصان کو بھول گئے۔

ہم اپنے اوپر نزع و جانکندن کے آنے والے وقت کو بھول گئے۔

ہم قبر میں منکر و نکیر کے سوالات اور وہاں کی بے کسی و بے بسی اور قبر کی تنگی و تاریکی کو بھول گئے۔

ہم پل صراط پر سے گزرنے کو بھول گئے۔

ہم دوزخ کے عذاب کا خوف و خطر بھول گئے۔

ہم اپنے خدا تعالیٰ کی حضوری میں کھڑا ہونے اور اپنی پیشی کو بھول گئے۔

ہم آخرت اور وہاں کے حساب و کتاب کو بھول گئے۔

حد یہ ہے کہ

ہم اپنی دنیا اور دنیا کے مال و خیال اور کاروبار کے علاوہ سبھی کچھ بھول گئے

ہم دنیا کی اور مال جمع کرنے کی دلدل میں پھنس گئے اور دنیا ہماری طبیعت اور رگ رگ میں رچ بس گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا ہماری آباد...... اور ہماری آخرت برباد۔ اس لئے ہم کو اب آبادی سے ویرانے اور اجڑے ہوئے میں جانا پسند نہیں اور موت سے ہم کو نفرت ہے اس لئے کہ وہاں جانے کے لئے ہم نے کوئی تیاری نہیں کی۔

یاد رکھئے!

موت اور قبر سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی کرنے والا کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں ہوتا۔

نصیحتِ انجام

اے وہ شخص جو رنگ رنگینیوں اور عیش و عشرت میں پڑا ہوا خدا کی یاد اور اپنے آخری انجام سے غافل ہے۔

کبھی اپنے عزیز و اقارب، رشتہ دار و دوست یار کی موت کا نقشہ یاد کر کے سوچ وہ کس طرح مرے اور پھر کس طرح سے ان کے جنازہ کو چارپائی پر لے جا کر مٹی کے نیچے دبا دیا گیا، جو کل بڑی شان و شوکت اور بن سنور کر کوٹھیوں اور محل اور چار دیواریوں میں رہا کرتے تھے۔ ہائے تم نے ان پر کچھ بھی ترس نہ کھایا اور تم کو ذرا رحم نہ آیا جو کل تمہارے اوپر جان دیتے اور جی جان کھوتے تھے۔ تم نے ان پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈال دی، اب مٹی نے ان کی شکل و صورت کا کیا حال کر دیا ہوگا۔ ان کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے اور الگ کر دیا ہوگا، کس طرح سے وہ اپنی بیوی کو بیوہ بچوں کو یتیم، اپنے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو روتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا مال، ان کے طرح طرح کے کپڑے اور ان کا سب سامان یہیں پڑا اور دھرا رہ گیا۔

ہائے ان کے ساتھ کچھ بھی نہ گیا اور نہ ہی ان کے وارثوں نے ان کے پاس چھوڑا۔ مرتے ہی ان کے سب کپڑے اتار لئے گئے۔ ان کی گھڑی اور ان کی انگوٹھی تک اتار لی گئی۔ ان کے سب خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کو بالکل برہنہ اور ننگا کر کے کفن میں لپیٹ کر دور ویران جنگل میں لے جا کر سینکڑوں من مٹی کے نیچے دبا دیا اور آج تک پھر ان کی کسی نے خبر تک نہیں لی کہ کون تھا اور کیا ہوا یا ہمارا اس سے کیا واسطہ تھا۔

یاد رکھ! بھولے ہوئے اور غفلت بھرے! یہی حشر ایک دن عنقریب یا دیر سے تیرا بھی ہونے والا ہے۔ یہ نخوت و تکبر اور تیرا کر و فر سب خاک میں مل جائے گا۔ تیری قبر پر پھر کوئی نہ آئے گا۔ زمین میں دبا پڑا ہوگا پھر نہ اٹھ سکے گا۔ تیری قبر پر گھاس اور جھاڑ

ہوں گے اور تجھ پر جانور چرتے پھریں گے۔ کیسے کیسے خبیث لوگ تیری قبر پر سے ہو گزریں گے۔ بعض پیدل اور بعض بدبخت سائیکل پر ہی سے نہ اتریں گے اور بعض بدترین پیشاب تک کرنے سے گریز نہ کریں گے۔

او بڑی ٹھاٹھ باٹھ والے! تصاویر اور فوٹو کے عاشق اور یورپین اور کرزن فیشن پسند کرنے والے۔ او بدبخت اور بدقسمت دین اسلام سے نفرت کرنے اور اس میں نکتہ چینیاں کرنے والے! کہتا ہے کہ دینِ اسلام پرانا ہو چکا، او نزاکت کے پتلے! جو نرم نرم بستروں پر پڑا ساری ساری رات مزے لے لے کر سوتا ہے کہ خدا کی یاد سے اس کی پکار سے غافل ہوتا ہے او خاک کے بستر کو بھلا دینے والے! اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کہ جن کو تو آج جنگل میں تنہا چھوڑ کر مٹی کے نیچے دبا کر آیا ہے وہ کس طرح سے مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے اور ہنسا کرتے اور دوسروں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، آج وہ قبر میں خاموش پڑے ہیں۔

کس طرح دنیا کے لذت وآرام میں مشغول تھے؟

آج مٹی میں پڑے ہیں۔

کیسا انہوں نے موت کو بھلا رکھا تھا؟ آج اس کا شکار اور لقمہ بن گئے۔

کس طرح سے شباب و جوانی کے نشہ میں چور اور مغرور تھے؟ ہائے آج ان کا کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔

کیسے دنیا کے دھندوں میں ہر وقت مشغول رہتے تھے؟ آہ! ہائے کہ دن رات اور صبح وشام ان کو چین وسکون اور صبر نہ تھا۔ آہ! آج ہاتھ الگ پڑا ہے، پاؤں الگ ہے۔ کان' جن کو ریڈیو اور گانا سننے سے فرصت نہ تھی، اور خدا کی بات سننے کو تیار نہ تھے الگ الگ پڑے ہیں۔ آنکھیں (جن کو ٹیلی ویژن اور اپنے معشوق ومحبوب کی طرف دیکھنے سے فرصت ہی نہ ملتی تھی) آج باہر نکلی پڑی ہیں۔ زبان کو کیڑے چمٹ رہے ہیں۔ جس کو پان کھانے، سگریٹ پینے، چغلی وغیبت کرنے اور گانے بجانے کے علاوہ

کوئی کام ہی نہ تھا، آج کیڑوں نے کھا چاٹ کر کیا حال کر دیا۔ بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ جس کو بناؤ سنگھار اور نہانے دھونے، چمکانے اور خوشبوؤں میں بسانے اور اپنے آپ کو موٹا تازہ، صاف ستھرا دیکھنے کے علاوہ کچھ اور اچھا ہی نہ لگتا تھا۔ کیسا کھل کھلا کر ہنستے تھے۔ آج دانت گرے پڑے ہیں۔ کیسی کیسی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔ برسوں کے انتظام سوچتے تھے حالانکہ موت سر پر سوار تھی، مرنے کا دن قریب تھا مگر انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ آج رات نرم بستر پر نہیں بلکہ قبر میں خاک کے بستر پر ہوں گا۔ کیا تو نے کہیں ایسا دیکھا اور سنا نہیں ہے؟...... پس یاد رکھ غافل! دنیا کے عاقل! کہ یہی حال تیرا بھی ہونے والا ہے۔ آج اتنے انتظامات کر رہا ہے، لمبی لمبی سکیمیں اور تدبیریں سوچتا ہے، کل کی خبر نہیں کیا ہوگا۔ کہاں تیری یہ تدبیریں ہوں گی اور کہاں تو ہوگا۔ نہ معلوم کل کس جھاڑ کے نیچے دبا پڑا ہوگا:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

پس یاد رکھ غافل! میری نصیحت کو پلے باندھ لے اس آنے والے منظر اور نقشہ کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ یہ کوئی ناول، افسانہ یا کہانی یا قصہ گوئی یا کوئی اخبار رسالہ نہیں ہے بلکہ یہ تیری ہستی کا ایکس رے اور فوٹو ہے اور تجھے رونا ہو تو اسے دیکھ کر اور یاد کر کے رو لے۔ اگر تو اب بھی نہ سمجھے تو یہ تیرا بڑا بھاری قصور ہے۔

غزل اشعار پنجابی

اے دل کد تک ویکھیں توں ایہہ تازیاں باغ بہاراں
آ قبراں وَل ویکھ کدی تے حال پیاریاں یاراں
خاک لوٹیرے قبراں اندر تن من کفن اونہاندے
بُر بُر بُرے دانی وانگوں مٹی وچہ ہڈاں دے

آپو آپ علیحدہ ہو گئے جوڑ بدن دے سارے
مٹی نال ہوئے رَل مٹی سر منہ نین پیارے
پاسے پرنے پئے قبر وچہ ناز کماون والے
سوہنے بستر سرخ اونہاندے مل بیٹھے سپ کالے
بڑے بڑے محبوب پیارے گل رخسار بھتیرے
پیلے ہو گئے کیسر وانگوں موت جدوں آگھیرے
اس دن دا کچھ خوف نہ تینوں جس دن قبریں جانا
اک اکلا چھڈ کر آون بیلی ساتھی سارے
نہ کر ظلم کسے دے اُتے دکھ نہ دیہہ غریباں
کیہ جواب کریں گا جا کے صاحب دے دربارے
نہ کر غفلت نہ کر غفلت کر توبہ کر توبہ
کراں نصیحت تیرے تائیں سن اللہ دے تارے

نظم

(دنیا سے جانے والے دن کی یاد میں)

عزیزو عالم فانی سے جب اپنا گزر ہو گا
نکل اس ملک سے زیر زمیں جنگل میں گھر ہو گا
اندھیرا تنگ وہ گھر ہے، تکیہ اور نہ بستر ہے
مکانِ پرخطر ہو گا، نہ آنگن اور نہ در ہو گا
مجھے ہے خوف اس دِن کا، نہ جانوں کون سا وہ دن ہے
کہ جس دن یہ زمین و آسماں، زیر و زبر ہو گا

نہ جانیں ہم کسی کو، اور نہ کوئی ہم کو ہی جانے
نہ کچھ پہچان حاکم سے، کہو کیونکر گزر ہو گا

تنبیہ: اے غفلت بھرے غافل انسان!

جو رات دن، صبح و شام اور ہر ماہ و سال حتیٰ کہ تمام عمر سے اس دنیائے فانی و بے وفا کی دلدل میں پھنسا ہے اور کبھی بھولے بسرے سے بھی اپنے مالک و خالق و آقا اور مولا اور اپنی موت کو کبھی نہیں یاد کرتا۔ اس بات کو یاد رکھ! کہ تو رات دن موت کے قریب ہو رہا ہے اور اپنے قدموں کو (بڑی تیزی کے ساتھ) اپنی گور کی طرف لے جا رہا ہے، تیرا پھل پک چکا ہے، تیرے پھول کی کلی مرجھانے والی ہے، تیری صبح و شام گزرنے والی ہے، تیری امیدیں ختم ہونے والی ہیں، تیری اجل بالکل قریب آ چکی ہے۔

آج جن کو تو اپنا ساتھی سمجھ رہا ہے، جن کے ساتھ تو اپنا دل بہلا رہا ہے یہ تیرے کچھ کام نہ آئیں گے اور تجھے کچھ نفع نہ دیں گے۔ یہ کل تجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لے جائیں گے اور تجھے اکیلے کو اندھیری قبر میں اکیلا چھوڑ آئیں گے۔ جہاں تیرا نہ کوئی ساتھی اور نہ کوئی مہربان ہو گا اس لئے آج اس دن کے لئے تنہائی میں بیٹھ کر رو۔ دنیا کی حرص و طمع کی نہیں بلکہ اپنی قبر و حشر میں نجات کی سوچ لہٰذا آج وقت ہے کچھ سوچنے اور کرنے کا نہ کہ کل۔

اپنی زندگی کا جائزہ

اے دُنیا کے اسباب و زینت پر مر مٹنے والے انسان سن غور سے اپنی آنے والی کہانی

آہ، اے غافل!

1 - تو نے غفلت میں عمر برباد کر دی۔ اٹھ جاگ جلدی ہوش کر اپنے گناہوں کی

تلافی کر کہ آج بھی تجھے مہلت نصیب ہے۔

2- جو وقت ہاتھ سے نکل گیا اس پر آنسو بہا اور اپنی پچھلی زندگی پر شرمندگی وندامت کے ساتھ توبہ کر۔

3- اب بھی کمر باندھ کر اعمال صالح کرنے کی کوشش کر کیونکہ محنت کرنے میں کامیابی ہے اور غفلت وسستی کا انجام بدبختی ومحرومی ہے۔

4- تیری کامیابی محل، مکان بنانے، دنیا کا ساز وسامان اکٹھا کرنے، عیاری ومکاری وچالاکی وہوشیاری کے ساتھ بہت سا مال ودولت جمع کرنے میں نہیں ہے بلکہ تیری اصل کامیابی اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کی پوری فرمانبرداری کرنے، اپنی موت کو یاد رکھنے، قبر وآخرت کی زندگی بنانے میں ہے لہٰذا تو دنیا میں اس طرح سے رہ جس طرح سے ایک مسافر رہتا ہے کہ وہ راستہ چلتا ہوا زیادہ بکھیڑا نہیں کرتا۔

5- ہمیشہ رہنے کی جگہ تو صرف آخرت ہے اور دنیا کا قیام بہت تھوڑا وقت مقررہ تک ہے اور اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے جس کو آخرت کی کامیابی نصیب ہو گی تو وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

6- دنیا میں آج تک جتنے بھی لوگ آئے وہ سب یکے بعد دیگرے اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے۔ یاد رکھ! تو بھی اسی طرح سے ایک دن کوچ کر جائے گا۔

7- یہاں کتنے آئے اور کتنے چلے گئے مگر افسوس کہ تجھ کو کچھ عبرت ونصیحت حاصل نہ ہوئی۔ اس دنیا میں جو بھی آیا کوچ کرنے کو آیا:

دفن خود صدہا کیے زیر زمیں
پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں
کچھ تو عبرت چاہیے اے نفس لعیں

8- جب تجھے وہ حادثہ موت کا پیش آئے گا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا تو مال ودولت اورنوکروخادم تیرے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

9- اس وقت ڈاکٹر، حکیم، دوست ورشتہ دار اور سب گھر والے تجھے بچانے کی تدبیریں ختم کر کے مایوس ہوجائیں گے اور تیرے پاس سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

10- تجھ پر نزع (جانکندن) کا عالم ہوگا کوئی تیرے منہ میں چمچہ سے پانی پلائے گا، کوئی سورہ یٰسین سنائے گا۔

11- تیرادم نکل جانے کے بعد تیرے جسم سے لباس حاضرہ اتار کر تجھے کفن کی چادروں میں لپیٹ دیں گے۔

12- تجھے زمین کی تہہ میں اکیلے کو چھوڑ دیں گے اور نظروں سے اوجھل کر دیں گے۔

13- کوئی کہے گا بڑا اچھا باپ تھا، کوئی کہے گا بڑا اچھا دوست تھا، کوئی کہے گا بڑا نیک تھا۔

14- کوئی کہے گا اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، کوئی کہے گا دنیا میں بڑی اچھی گزار گیا، اچھا وقت پورا کر گیا' مگر یاد رکھئے کہ اس زبانی جمع خرچ کے بعد انہیں یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ کون چلا گیا، کون ہم سے رخصت ہو گیا، اس کا کچھ خیال نہ ہوگا صرف ان کی ساری کی ساری توجہ مال و جائیداد کے تقسیم کرنے اور آپس میں بانٹنے اور لڑنے مرنے پر لگی ہوں گی۔

15- تیرے مال کی تقسیم کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے اپنا زیادہ حق جتلانے پر مقدمہ بازی کریں گے۔ اسی بلا میں وہ برسوں گرفتار اور مبتلا رہیں گے اور پھر کوئی جیت گیا اور کوئی ہار گیا۔ انجام یہ کہ لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازی کے بعد آپس کے ایک دوسرے سے تعلقات بھی ختم اور اسی حال میں اس دنیائے بے وفا سے ان کا بھی کوچ ہوگا۔

16- اور پھر وہ بہت جلد پیٹ کے دھندے میں لگ جائیں گے اور اپنی دنیا میں مشغول ہو جائیں گے اور وہ تجھے کبھی بھولے سے بھی تنہائی و ظاہری میں یاد نہیں کریں گے۔

17- ارے غافل! جو کہ دھوکا میں پڑا ہوا ہے
ان کی دوستی سے دھوکا نہ کھا۔ سب سے اچھا دوست اور ساتھی تیرا نیک عمل ہے۔

18- دن گزر رہے ہیں اور قبر منہ پھاڑے ہوئے ہے، موت سر پر چیل و باز کی طرح چکر لگا رہی ہے۔ عزرائیل روح قبض کرنے کے لئے تاک میں ہے۔ حالات بدل رہے ہیں، ہولناک واقعات پیش آنے کو ہیں۔ تنگ و تلخ اور دشوار گھاٹیاں گزرنے کو ہیں لیکن تیری غفلت و بے پروائی کا یہ عالم ہے کہ تجھے کچھ خبر ہی نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، مال و دولت کے جمع کرنے کی فکر میں ہے، کہیں چار یاروں سے ہنسی و دل لگی کر رہا ہے اور قہقہے لگا کر ہنس رہا ہے، کہیں ٹھگی، چور بازاری اور بدمعاشی و عیاشی کر رہا ہے۔ تو ایسا بے دھڑک چل رہا ہے ارے یہ کیا غضب کر رہا ہے؟ کیوں تو مال و دولت اور جوانی و صحت، طاقت و توانائی کے نشہ میں چور ہے؟ آخر یہ غفلت کیوں ہے؟ یہ سستی و لاپروائی اور بے زاری کب تک رہے گی۔

19- ایسے گھر پر کیا رونا اور فریاد کرنا جو خالی ہو گیا اور جس کے نشان مٹ گئے۔
ان یادگاروں اور کھنڈروں پر نوحہ و بُکا اور واویلا کیسا۔

20- جب بچپن کا دور گزر چکا تو پھر یہ بچپنا کیسا؟ غزل گوئی و افسانہ بازی کا وقت بیت گیا تو پھر یہ شعر و شاعری کیسی؟

21- پچاس کی عمر ہو چکی، تو پھر کھیل کود کا کیا مطلب؟ سر سفید ہو چکا تو پھر اس کھیل تماشا کے کیا معنی؟ کیا خوب کہا ہے:

کالیاں نہیں ہن بگے آئے موت سنہیا آیا

22- لیلیٰ مجنوں کے وصال، ان کے ہجر و فراق اور عشق و معشوق کے تذکروں کو

اب جانے دے۔

23- یہ بتانِ دوستانِ بے وفا خواہ کتنا ہی خلوص ومحبت جتائیں، کتنا ہی تجھ پر نثار اور پروانہ وار ہوں۔ خدا کی قسم یہ کسی طرح بھی کھوٹ سے خالی نہیں۔

24- یاد رکھ! حسینوں، نازنینوں کی محبت سراسر بدنصیبی وندامت ہے۔ تیرا یہ ہر روز صبح وشام کا بننا سنورنا، ناچ گانا اور ہم نشینوں کے ساتھ دن رات کھاتے پیتے، عیش وعشرت کی رنگ رلیاں منانا، شراب وکباب کے نشہ میں بدمست اور مدہوش رہنے کا انجام سوائے آخرت کی ذلت ورسوائی کے اور کیا ہے؟

25- اب بھی وقت ہے، میرا کہنا مان جا کہ ہر محبوب کی محبت سے بیزار اور دستبردار ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ محبت والفت کا جوڑ لے اور دل وجان سے ہر کام میں ان کی پوری پوری فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کر اور اسی پر اپنی نجات کا بھروسا وامید رکھ۔

26- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وتابعداری کا ہونا عزت وکامیابی اور علامت ایمان ہے لہٰذا اس کی تکمیل کر کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وہ مضبوط حلقہ اور رشتہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔

27- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت انسان کے لئے دین ودنیا میں عزت قبر میں سامان انسیت اور آخرت کا بہترین ذخیرہ اور توشہ ہے۔

28- اس مولائے کریم اور رب رحیم کا احسان سمجھ اور شکر ادا کر کہ جس نے تجھے ان کا امتی بنایا اور ان کے ذریعہ سے تجھے ایمان بخشا۔

29- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان سمجھو کہ جنہوں نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی''۔ یہ سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ ''المرء مع من احب''۔

30- الٰہی! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور ان کی سچی

فرمانبرداری نصیب فرما، ان کے نقش قدم پر چلا، ان کی شفاعت نصیب فرما، میں ان کی شفاعت کا امیدوار ہوں کیونکہ محب کو اپنے محبوب سے پوری امید ہوتی ہے۔ اے اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت و درود و سلام نازل فرما اور مجھے بھی دن و رات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی توفیق عطا فرما اور میرے اس شغل میں برکت عطا فرما۔ آمین یا اللہ العٰلمین ٥ یارب صلی وسلم دائمًا ابدًا ۔

علیٰ نبیک وحبیبک وبارک وسلم علیہ

انسان کا انجام

1- ہائے میری غفلت و کوتاہی کہ میں ساری عمر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں پہلوتہی کرتا رہا۔ اس کی بات ماننے سے جی چراتا رہا۔ میں نے ہمیشہ اپنی دنیا اور دنیا والوں، رشتہ داروں اور دوست یاروں کو مقدم جانا اور دین کو جو خدا ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم تھا، کمتر جانا، پیٹھ پیچھے ڈالے رکھا۔ وائے میں نے یہ کیا کیا کہ اسی نافرمانی کی حالت میں دنیا سے جانے اور رخصت ہونے کا وقت سر پر آپہنچا کہ میرا سفر اَن دیکھے راستوں کا ہے، میرے سفر کا سامان منزل تک پہنچنے کے لئے کافی نہیں۔ میرے میں نہ اب طاقت ہے نہ قوت اور موت ہر دن میری تلاش میں ہے۔

2- میرے سر اتنے گناہوں کا انبار ہے کہ جن کی مجھے خود بھی خبر اور علم نہیں مگر اللہ تعالیٰ اُن کے کھلے چھپے سے خوب واقف ہے۔ میرے چھوٹے بڑے گناہ سب خدا تعالیٰ کے پاس درج ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ کس قدر حلیم ہے کہ میرے ان گناہوں اور سیاہ کاریوں کے باوجود مجھے مہلت دے رہا ہے اور میں ایسا ظالم ہوں کہ میں پھر بھی اپنی جان پر ظلم کیے جارہا ہوں اور لگا تار گناہوں میں مبتلا ہوں اور وہ پھر بھی میری پردہ پوشی فرما رہا ہے' صد حیف ہے مجھ پر۔

4- آہ! میں وہی ہوں کہ گناہ کرتے ہوئے مکان کے دروازے اچھی طرح بند کر لیتا ہوں حالانکہ اللہ پاک کی آنکھ مجھے تب بھی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ افسوس میں نے زمین والوں سے پردہ کیا اور آسمان والوں سے شرم نہ کی۔ الٰہی! میرے حال پر اپنا رحم فرما۔

5- آہ! کتنی لغزشیں غفلت میں سرزد ہو کر داستانِ ماضی اور قصہ پارینہ بن گئیں......اور کتنی حسرتیں دِل میں اٹک کر میرے لئے آتش سوزاں بن گئیں۔

6- مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے نفس پر نوحہ کروں اور بقایا زندگی فکر وغم میں بسر کروں۔ واحسرتا واحسرتا۔

7- اب وہ دن آنے کو ہے، وہ منظر اور وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں ایک دن بستر مرگ پر اپنے اہل وعیال کے درمیان بے جان پڑا ہوا ہوں گا اور ان کے ہاتھ مجھے کروٹیں دیتے ہوں گے۔

8- آہ! وہ منظر بھی کیا ہوگا۔ جب میرے گرد نوحہ گروں اور رونے والوں کی بھیڑ ہوگی۔ میری موت کا اعلان ہو رہا ہوگا، مجھے، ''مر گیا اور میت کہہ کر پکارا جا رہا ہوگا''۔

9- میرے علاج معالجہ کے لئے حکیم و ڈاکٹر کو لایا جائے گا۔ کہیں آج طبیب وڈاکٹر کی چارہ گری میرے کام نہ آئے گی۔

10- نزع کے وقت میری روح نکل جائے گی اور غرغرہ کے وقت منہ کا تھوک بھی تلخ ہو جائے گا۔

11- لیجئے روح نکال لی گئی اور میرا جسم اہل وعیال اور گھر والوں کے درمیان بے حس وحرکت پڑا ہے اور ان کے ہاتھ مجھے الٹ پلٹ رہے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

12- گھر کے لوگوں نے میری آنکھیں بند کر دیں اور جبڑوں پر کپڑا باندھ دیا اور

افسوس وغم کے بعد جا کر فوراً کفن خریدنے لگے اور کسی کو میری قبر کھودنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

13- جو شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا وہ بڑی جلدی سے غسل دینے والے کو بلا کر لایا تاکہ وہ مجھے آکر غسل دے۔

14- مجھے تختہ میت پر لٹا کر کچھ لوگ مجھے فوراً غسل دینے لگے۔

15- میرے اوپر پانی ڈالا گیا، تین بار غسل دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ بھئی کفن لاؤ۔

16- مجھے بغیر آستینوں کے چند کپڑے پہنا دیئے اور کافور لگا دیا۔ لیجئے بس یہی کافور میرا توشہ سفر ہوا اور اب جنازہ اٹھاؤ، اٹھاؤ کی آواز شروع ہوئی۔

17- اور اب انہوں نے مجھے دنیا سے نکال دیا۔

ہائے افسوس! یہ دن یاد نہ تھا زندگی میں کہ سفر پر جا رہا ہوں مگر نہ کوئی ساتھی ساتھ ہے اور نہ وہاں کا خرچ پاس ہے۔

18- چار آدمیوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھایا، باقی لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے پیچھے ہو لئے۔

19- مجھے جنازہ گاہ میں لائے۔ امام کو بلایا گیا کہ جنازہ پڑھاؤ، صفیں بنائی گئیں۔ امام نے تکبیر کہی اللہ اکبر۔ سب لوگوں نے نیت باندھی، چار تکبریں کہنے کے بعد سلام پھیر دیا گیا۔ جنازہ پڑھ کر مجھے سب نے رخصت کر دیا۔

20- مجھ پر ایسی نماز پڑھی کہ جس میں نہ رکوع ہے نہ سجود۔ شاید کہ مجھ پر اللہ پاک اپنا رحم وکرم فرمائے۔

21- مجھے قبرستان لے گئے اور میری قبر پر لے جا کر مجھے لحد میں اتار دیا گیا۔ اس آخری دیدار کے لئے میرا منہ کھولا اور آنکھوں سے آنسو بہائے، لحد کا منہ بند کیا اور قبر کی مٹی برابر کر دی اور سب لوگ واپس ہوئے۔

کہا دوستوں نے یہ دفن کے وقت
ہم کیوں کر یہاں کا حال جانیں
لحد تک تو آپ کی تعظیم کر دی
اب آگے آپ کے اعمال جانیں

22-اب میری اس اندھیری قبر میں نہ میری ماں ہے نہ باپ، نہ بھائی نہ بہن، نہ بیوی نہ بچے، نہ کوئی رشتہ دار اور نہ کوئی دوست ویار جو میرا دل بہلایا کرے۔

23-یہ تنہائی یہ تاریکی، یہ بے بسی و بے کسی اور یہ وحشت بھی کیا آفت سے کم تھی؟......کہ اچانک میری آنکھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔

24-یعنی دو فرشتے منکر ونکیر دہشت ناک شکل میں میرے پاس نمودار ہوئے...... ہائے میرے اللہ میں ان کو کیا کہوں، ان کی ہولناکی اور ڈراونی شکل نے میرے ہوش وحواس گم کر دیئے۔

25-انہوں نے مجھے بٹھایا اور سختی سے سوالات کی جواب طلبی کرنے لگے: بارالٰہا! تیرے سوا میرا کوئی نہیں جو مجھے اس امتحان سے نجات دلائے۔ اب کوئی نہیں جو یہاں آکر میرا حال دیکھے کہ مجھ پہ کیا گزر رہی ہے۔

26-اے میری امید! بخشش اور درگزر کے ساتھ مجھ پر احسان فرما۔ اس غریب مسافر پر احسان فرما جو اپنے اہل وعیال اور وطن سب کچھ ہی پیچھے چھوڑ گیا۔

27-گھر کے لوگ واپس جا کر میراث بانٹنے لگے اور گناہوں کے بوجھ کی گراں باری میرے سر پر آپڑی۔

28-میری بیوی نے نیا شوہر کر لیا اور گھر بار کا حکمران اسے بنا دیا۔

29-اس نے اپنے بیٹے کو نئے شوہر کا غلام اور خادم بنا دیا اور میرے مال پر اس نے قبضہ کر لیا اور مال مفت دل بے رحم کے انداز میں اسے صرف کیا۔

30-اے میرے بھائیو! اس دنیائے بے وفا اور ناپائیدار کی زیب وزینت اور

اس کے بناؤ سنگھار پر دھوکا نہ کھاؤ، اس نے بیوی بچوں اور وطن کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس پر نظر رکھو۔

31- دیکھو! جن لوگوں نے دنیا بھر کی دولت سمیٹ رکھی تھی وہ یہاں سے کافور اور کفن کے علاوہ بھی کچھ لے کر گئے؟

32- اپنی دنیا سے زہد اور قناعت لو اور اسی پر راضی رہو خواہ راحت بدن کے سوا تمہیں کچھ بھی میسر نہ آئے۔

33- اے میرے نفس! نافرمانی سے باز آ اور اللہ تعالیٰ کا فضل جمیل حاصل کر امید ہے کہ اللہ تجھ پر اپنا رحم فرمائے گا۔

34- اے میرے نفس! تجھے خدا سنوارے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر اور تجھ کو نیک کام کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔

35- اٹھ! اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کر، سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ہماری صبح و شام گزارتا ہے خیر اور معافی و بھلائی اور احسان اور اپنی نعمتوں کے ساتھ۔

☆☆☆☆☆

ایک دن

جو یہاں آیا ہے، جانا اس کو ہو گا ایک دن
جب فنا ٹھہری، تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن
کیا پیغمبر، کیا ولی، کیا اہل دولت کیا فقیر
سب کو ہے مِنهَا خَلَقْنٰكُمْ کا صدمہ ایک دن
شرق سے لے کر غرب تک جن کی سلطنت کا شور تھا
دم بخود دو گز زمیں میں ان کو دیکھا ایک دن

ہر کمالے، راز والے، سچ سے غافل ہوشیار
بڑے بڑے خاک میں دیکھیں گے نیچا ایک دن
بولی خلوت میں اجل دولہا دلہن سے وقت عیش
ہے تمہیں اک دن قبر کے گوشے میں سونا ایک دن
کہہ رہی تھی یوں دلہن سے برسربالیں اجل
خاک کر دوں گی ترے دولہا کا سر ایک دن
اک جنازے پر میں پہنچا اور حسرت سے یوں کہا
میں بھی مل لیتا، اگر، یہ اور جیتا ایک دن
بولی مایوسی ارے غافل جب آ جاتی ہے موت
ایک دم بھی زندگی مشکل ہے، کیسا جینا ایک دن
آ گیا جب وقت آخر پھر ٹھہر سکتا نہیں
ایک ساعت، ایک لمحہ، ایک گھنٹہ ایک دن
کھلکھلا لو چہچہا لو، اے گلو، اے بلبلو
پھر ہے رونا، گل میں سونا، خاک ہونا ایک دن
ہیں یہاں مجبور اکبر، کیا نبی، کیا اولیاء
جانب ملک عدم ہے سب کو جانا ایک دن

☆☆☆☆
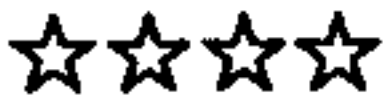
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبر کی پہلی رات

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کل نفس ذآئقة الموت ۔

بھائیو! اگر ہم غور سے سوچیں اور دیکھیں تو اس دنیا کی بہت بڑی شادی میں بھی موت کی ایک جھلک ہے۔

لفظ وَداع

لفظِ وداع کے معنی رخصت کرنا ہے۔ دراصل یہ لفظ ایسے ہی موقع پر بولا جاتا ہے جہاں پر کسی کو رخصت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

لفظ وداع رمضان شریف کے موقع پر

رمضان شریف کے آخری جمعہ کو...... جمعۃ الوداع کہتے ہیں کہ اس رمضان میں پھر کوئی جمعہ نہیں آتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج مبارک کو اس لئے حجۃ الوداع کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے رخصت ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنے مولیٰ سے جا ملے۔

لفظ وداع شادی کے موقع پر

اس لفظ کا استعمال خاص کر بیٹی والے کے ہاں ہوتا ہے، چونکہ اس گھر سے بیٹی رخصت ہو کر اپنے مجازی پیا کے گھر جاتی ہے۔

جس طرح بیٹی والے اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں اسی طرح بیٹے والے بھی کر سکتے ہیں...... یعنی جس طرح سے لڑکی اپنے ماں باپ اور سہیلیوں سے رخصت ہو کر اپنے دولہا کی ہو گئی اسی طرح سے لڑکا بھی اپنے دوستوں کو رخصت کر کے دلہن کا ہو گیا۔

جیسا کہ پرانے لوگوں کا یہ قول مشہور ہے کہ جب کسی کا بیاہ ہو جائے تو سمجھو کہ دوستوں سے چھٹ گیا اور جب اس کے اولاد ہو جائے تو سمجھو کہ مر گیا۔

غرض یہ تمام باتیں ایک حقیقت کا مجاز ہیں تو پھر بات جو اس وقت عرض کرنی ہے وہ حقیقی وداع ہے۔ اس کے معنی اپنی مشہوری کے باعث بوڑھے، بچے اور جوان بھی شامل ہیں...... وہ حقیقی مالک کے گھر کی رخصتی ہے۔ حقیقی اور مجازی کی باتیں تقریباً ملتی جلتی ہیں لیکن اصل اور نقل کا فرق ہے۔

انشاء اللہ جہاں تک ہو سکے گا اس مضمون کو قرآن مجید اور حدیث پاک سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ذرا غور سے سنئے اور پھر عمل بھی کیجئے۔

دوستو! دنیا میں آپ کو بعض لڑکے اور لڑکیاں ایسے بھی ملیں گے کہ جن کا آج تک نکاح ہی نہیں ہوا اور اب شادی ہونے کی بالکل امید بھی نہیں رہی...... اور ان کی عمریں پوری ہو چکیں لیکن برعکس اس کے

حقیقی پیا کے گھر جانے سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ تمام لوگوں کو جانا ہو گا اور ایک دن ضرور جانا ہو گا خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم یا کسی مذہب کے ہوں۔ سب کے لئے یہ فرمان برابر ہے۔ سچے مالک حقیقی کا پیغام سنئے:

کل نفس ذائقة الموت ۔

قربان جایئے، کتنے پیارے الفاظ میں اپنے مشتاقوں کو خوشخبری دی ہے۔ یہ ایک رقعہ ہے جو ہمارے نام آیا ہے، جس کا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ شادی کی تیاری کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ بارات آ بیٹھے اور تمہارے پاس سامانِ جہیز تیار نہ ہو۔

ھندی میں کیا ہی کسی نے خوب کہا ہے:

رنگا لے چندریا، گندھا لے یہ سیس
تو کیا کیا کرے گی، اری دن کے دن
نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی
کھڑی منہ تکے گی، اری دن کے دن

رقعہ کیسا؟

پس یوں سمجھ لو کہ اب منگنی ہو چکی، نہ معلوم کس وقت اور کب شادی کا پیام آجائے۔

دلہن کا مائیوں بیٹھنا

بیٹی والے سات آٹھ دن پہلے لڑکی کو مائیوں بٹھلاتے ہیں اور اُبٹنا مل کر نہلاتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلہن کو جھکنے کی عادت پڑ جائے، اور سہیلیوں سے محبت کم ہو جائے، اپنے پیا کا تصور بندھ جائے اور میل کچیل سے پاک ہو کر خوبصورت ہو جائے تا کہ دلہا خوش ہو اور یہ سمجھے کہ میری دلہن نہایت خوبصورت ہے۔

حقیقی وداع

حقیقی وداع میں بھی یہی بات موجود ہے کہ موت سے پہلے بیماری آتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے۔ دنیا اور دنیا والوں کی محبت کم کر کے اپنے حقیقی مالک سے جی لگائے اور یہ یقین کرے کہ حقیقی وداع (یعنی دنیا سے رخصت ہونے اور مرنے) کے دن بالکل قریب ہیں۔ حقیقت اور مجاز میں اتنا ہی فرق ہے کہ وہاں میکے (پیکے) آنے کی اجازت ہے اور یہاں اجازت نہیں بلکہ سسرال ہی سسرال ہے۔ وہاں ابٹنے اور کھلی نے ظاہری میل کو دور کر دیا تھا تو بیماری

نے بندہ کو باطنی آلائش (یعنی گناہوں) سے پاک وصاف کر دیا۔
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
لاتسبوا الحمی فانھا تذھب خطایا بنی اٰدم کما یذھب النار الحدید
یعنی بخار کو برا مت کہو کہ وہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح سے لوہے کی میل کچیل کو آگ دور کر دیتی ہے۔

دلہن کا بناؤ سنگھار

دلہن والے بیٹی کو نہلا دھلا کر سرخ جوڑا پہناتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، سر گوندھتے ہیں اور مانگ (چیرمی) نکالتے ہیں، آنکھوں میں سرمہ، دانتوں میں مسی اور ہاتھوں میں مہندی لگائی جاتی ہے، زیورات سے آراستہ کیا جاتا ہے، کانوں میں بالیاں پتے، ہاتھوں میں پہونچیاں، چوڑے، کنگن، گلے میں چمپا کلی، گلوبند، ہار، پاؤں میں جھانجر، توڑے اور پازیب وغیرہ پہنائی جاتی ہیں۔
ان باتوں کی آراستگی اور سجاوت کیوں کی جاتی ہے؟ اس لئے کہ مجازی پیا کو یہ باتیں بھاتی اور اچھی لگتی ہیں، اس کو وہی مانگ والا سر اور بالیوں والے کان اچھے لگتے ہیں۔ اس کو مہندی سے رنگے ہوئے ہاتھ اور پاؤں بھلے لگتے ہیں۔ اس غرض سے یہ تمام کام پورے کئے جاتے ہیں کہ کسی طرح دلہن دولہا کو پسند آجائے۔

سچے دولہا

وہ خود بھی نرالے اور ان کا بناؤ سنگھار بھی نرالا ہے، دلہن کو نہلایا گیا، خوشبو کی جگہ کافور چھڑکا گیا اور ماتھے پر عطر لگایا گیا۔ سرخ جوڑے کی جگہ سفید کفنی پہنائی گئی۔ اللہ اللہ مبارک اور خوش نصیب ہیں وہ دلہنیں جو اپنے سچے پیا کی دلدادہ اور طالب ہیں۔

مالک حقیقی کو وہ سر پسند نہیں جس میں مانگ نکالی گئی ہو، وہ پیشانی پسند نہیں جس کو خوب چمکایا گیا ہو...... بلکہ اس کو وہ سر وہ پیشانی پسند اور محبوب ہے...... جو اس کے علاوہ اور کسی دوسرے کے آگے کبھی نہ جھکائی گئی ہو، ہمیشہ اسی کے آگے سجدہ میں جھکتی رہی ہو۔ اسے بالی پتوں والے کان پسند نہیں بلکہ اسے وہ کان پیارے ہیں جو غیبت، جھوٹ، راگ باجے، ناچ گانے اور فحش باتوں کے سننے سے پاک ہوں۔

انہیں سرمگیں آنکھیں پسند نہیں بلکہ انہیں وہ خوفزدہ آنکھیں پیاری ہیں جو ان سے ڈر کر روتی رہتی ہوں۔ ان کو مسی لگے ہوئے ہونٹ، دانت اور زبان پسند نہیں بلکہ ان کو وہ ہونٹ، دانت اور زبان پسند اور محبوب ہیں جو ہر وقت ذکر الٰہی میں ملتے رہتے ہیں۔ انہیں کنگن، پہونچیوں والے ہاتھ اور بازو پسند نہیں بلکہ وہ ہاتھ اور بازو پسند و محبوب ہیں جو ضرورت اور حاجت کے وقت کسی دوسرے کے آگے نہ پھیلائے جائیں اور ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں بندھے اور اٹھتے رہیں مالک حقیقی کو توڑے، پازیب اور جھانجر والے پاؤں پسند نہیں بلکہ مولائے حقیقی کو وہی پاؤں پسند اور محبوب تر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں گرد آلودہ ہوں۔ جو ہر نیک کام کے لئے اس راستہ میں چل کر جائیں۔ جو ان کے سامنے پچھلی رات کو کھڑے رہیں اور قدم ورم کر آئیں...... خداوند عالم کو سیاہ بالوں والی دلہن پسند اور خوش نہیں کر سکتی۔ ہاں ان کو وہ دلہن خوش اور راضی کر سکتی ہے جس نے اسلام میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی حالت کے اندر رہ کر اپنے بال سفید کئے ہوں۔ اس پر واقعی خداوند کریم کو رحم آتا ہے۔

حقیقی دولہے کہ کالے اور گورے میں کوئی امتیاز اور فرق نہیں۔ ان کو تو وہ دل محبوب ہے جو گناہوں سے پاک صاف ہو، جو خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور مودّت سے بھرپور اور لبریز ہو۔ کیا ہی خوب کہا ہے:

نہ کالی کو چاہیں، نہ گوری کو چاہیں
پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

کیا ہی خوش نصیب اور نیک بخت ہے وہ دلہن جو ان زیورات سے آراستہ اور مالا مال ہو کر اپنے پیارے پیا کے گھر روانہ ہو۔

دلہن کا ڈولہ

دلہن کو پالکی یا ڈولی میں بٹھلایا گیا، کسی بھاگ بھری بیوی نے جالی کا دوپٹہ جس میں سچے موتی لگے ہوئے تھے، پالکی یا ڈولی پر ڈال دیا، چار کہاروں نے ڈولی اٹھائی۔ سب بھائی بہن رونے لگے، اپنی جی جان کھونے لگے اور منہ اپنا آنسوؤں سے دھونے لگے۔ وداع کر کر کے سب جدا ہونے لگے، بیٹی کے باپ نے سر پر ہاتھ رکھ کر خدائے پاک کے سپرد کیا اور ایک ٹھنڈا سانس لیا اور ماں نے بھی چلتے وقت نصیحتیں کیں کہ اے میری بیٹی ہمیشہ اپنے خاوند کی تابعداری کرنا، اب وہی گھر ہے اور وہی در ہے۔ اگر تو اپنے خاوند کی رضامندی سے آوگی تو آئیو ورنہ اگر تو اسے ناراض کر کے آئی تو یاد رکھ! تیرا اس گھر میں گزارا نہیں۔

اور خاص کر آج کی رات بالکل نہ بھولنا، نیچی نگاہ رکھنا اور جہاں تک ہو سکے آنکھیں نہ کھولنا۔ اگر آج رات کوئی بات بھی تمہاری خاوند کو پسند آ گئی تو ہمیشہ آرام و راحت اور سکھ سے رہو گی اور اگر خدانخواستہ آج کی رات ہی دل نہ ملے تو پھر تمام عمر مصیبت کا سامنا رہے گا۔

یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن دلہن اپنے جی ہی میں کچھ کہہ رہی ہے کہ ماں نے سب کچھ بناؤ سنگھار کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دل کو خوش کر دے۔ دلہن کے باپ نے آگے بڑھ کر دولہا کو سلامی کے روپے دیئے اور روتی ہوئی ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے کہا کہ آپ کو لڑکی کیا دی ہے سبھی کچھ دے دیا ہے۔ چودہ پندرہ برس تک تنکا بھی نہیں توڑا، پھلی پھوڑتی تو کیسی؟ اور اپنی غریبی کے باوجود اس کا دل کبھی میلا نہیں کیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ ہم تو بہت ہی نادار ہیں اور غریب آدمی ہیں۔ آپ کے لائق تو

ہی نہیں لیکن پھر بھی جو کچھ ہو سکا اور جو کچھ اس کے مقدر میں تھا وہ آپ کو حاضر کر دیا۔ یہ کہتے ہوئے بے چارے روتے ہوئے ایک طرف کو ہو گئے۔ اب دوسری طرف بھی سنئے!

ادھر بھی یہی حال ہے

مرتے وقت کچھ لوگ کلمہ پڑھ رہے تھے تا کہ مرنے والے کی زبان پر کلمہ جاری ہو جائے۔ نہلانے، کفنانے کے بعد ایک چار پائی پر جنازہ رکھا گیا اور اوپر سے چادر ڈالی گئی جس پر چار خانہ بنا ہوا تھا جو دور سے دیکھنے والے کو جالی کا دوپٹہ معلوم ہوتا تھا۔ چار آدمیوں نے چار پائی اٹھائی اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے لے کر چلے...... اس دلہن کے ساتھ اس کے نیک اعمال کا جہیز ہے۔

جنازہ کی نماز ہوئی۔ جو الفاظ وہاں بیٹی کو باپ نے کہے تھے یہاں وہ سب نے مل کر کہے:

اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا الخ۔

پوری دعا یعنی دعائے جنازہ پڑھی گئی۔

اس سے فارغ ہو کر دلہن کو سچے پیا کے حوالے کر دیا، سب لوگ بچشم نم روتے ہوئے ایک طرف کو چل دیئے۔

دلہن کی پہلی رات

ادھر ماں باپ یہ دعا کر رہے ہیں کہ الٰہی!

آج کی رات ہماری عزت تیرے ہاتھ ہے۔

دلہن اپنے دولہا کے دل میں اتر جائے۔

ادھر دلہا نے دیکھا کہ دلہن اچھی ہے اور پسند آ گئی ہے تو خوش ہو کر منہ دکھائی میں

منہ میں کوئی چیز چڑھائی اور دلہن سے کہا کہ تم آج سے تمام باتوں کی مالک ہو جو تمہارا جی چاہے وہ کرو، تمہیں ہر طرح سے اختیار ہے۔ آج میری دعا قبول ہوئی۔ میں بھی اپنے رب سے یہی چاہتا تھا کہ کوئی اچھی عورت مل جائے جو خوبصورت ہو اور خوب سیرت بھی ہو۔ الحمدللہ تم میری مرضی کے موافق ملیں، اب جو تم کہو گی میں وہی کیا کروں گا۔

اور اگر کہیں خدانخواستہ

اس رات دلہن پسند نہ آئی تو اسی رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی، کبھی میاں طلاق دینے کو تیار ہوتے ہیں کبھی برا بھلا کہتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ سڑا سڑا کر ماروں گا۔ جس طرح سے یہ میرے ساتھ چل چلی ہے۔ ویسا ہی اب میں بھی بدلہ لوں گا۔

غرض تمام عمر بے چاری عذاب اور گناہوں میں مبتلا اور گرفتار رہتی ہے۔ طرح طرح کی سختیاں اور تکلیفیں ملتی ہیں، کوئی ہٹانے والا نہیں، کوئی دکھ درد سننے والا اور عذاب سے بچانے والا نہیں، کچھ بنائے بنتا نہیں، کوئی فریاد سنتا نہیں۔ دن رات برے نصیب کو روتی ہے اور اب جی جان کھوتی ہے مگر پھر عرض کہاں قبول ہوتی ہے۔ کوئی آنسو پونچھنے والا نہیں...... اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہوگا کہ پیا ناراض ہیں۔

میت کی پہلی رات

آہ اک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور
سب کو جانا ہے مولا کے حضور

ادھر بھی یہی بات ہے کہ

اگر بندہ قبر میں پہلی رات ہی اپنے آقا اور مولا کو پسند آ گیا تو ارشاد ہوتا ہے:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ○ (سورۂ یٰسین:۵۸)

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ (سورۂ زمر: ۷۳)

غرض یہ کہ بندہ پھر ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہوگا۔ مجازی دلہن کو وہ مزے دار نیند کہاں میسر اور نصیب؟ بندہ مومن کو میٹھی نیند اس کو اپنی قبر میں آتی ہے۔

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم......قال للمیت الصالح نم کنومة العروس الذی لایوقظه الا احب اهله الیه۔

اس پیاری آواز کو سن کر سونے والے قیامت تک بھی کروٹ نہ بدلیں گے

ملا سونے والوں کو آرام وہ
کہ اٹھنے کا لیتے نہیں نام وہ

لہٰذا جب ان کو پیا ہی جگائے گا تو اس کی آواز کو سن کر اٹھیں گے، کتنی پیاری اور مبارک ہے وہ دلہن جس سے اس کا پیا خوش ہو جائے اور اگر خدا نہ کرے میاں خفا ہو جائے اور کوئی بھی ادا اس پردیسی مسافر کی ان کو پسند نہ آئی اور انہوں نے کہہ دیا کہ سب کچھ سہی لیکن صورت شکل تو کسی کام کی نہیں یعنی تیرا دل جو میری جلوہ گاہ تھی، وہ سیاہ ہے، تو بس پھر حیف صد حیف دولہا نے خفا ہو کر منہ پھیر لیا اور پھر جھڑک کر سختی کے لہجہ میں فرمایا:

فرشوه من النار والبسوه من النار وافتحوا له من النار

اس ہولناک آواز کا جو کچھ اثر اس بدصورت دلہن پر ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذلك اللّٰهم احفظنا (توبہ الٰہی توبہ) اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی دلہن اپنے پیا کے پاس جانے کو بناؤ سنگھار کرتی ہے۔

حقیقی پیا دنیا کا بناؤ سنگھار اور مال و دولت نہیں چاہتے بلکہ وہ اپنے بندوں سے اپنی رضا اور فرمانبرداری چاہتے ہیں اس لئے اس کتاب کے پڑھنے والے بھائی بہنوں کی خدمت میں ضروری عرض ہے کہ وہ اپنی اس بقایا عمر اور وقت کو غنیمت سمجھیں، اپنے اس قیمتی وقت کی قدر کریں۔ اپنی جوانی وصحت اور زندگی کو انمول جانیں۔ موقع کو ہاتھ

سے نہ جانے دیں ورنہ پھر وقت گزر جانے کے بعد پچھتانا پڑے گا اور اس وقت کا پچھتانا پھر بیکار اور بے سود ہوگا:

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

لہٰذا اے میرے بھائیو اور دوستو، یاد رکھو!

جس پر مالک کی نظر پڑتی ہے اس کو بناؤ، اس ظاہری بناؤ سنگھار اور شان وشوکت کو جانے دو، اب بہت ہوگئی جو رہی سہی زندگی ہے اس کو سنبھال لو، اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کو چھوڑ دو ورنہ پچھتاؤ گے:

کچھ تو کر لو بناؤ چلتے وقت
جا کے صورت اسے دکھانی ہے

بس یہی آپ کے بیاہ اور شادیاں ہیں۔ اگر انہی پر غور کیا جائے تو بہت کچھ عبرت ونصیحت حاصل ہو۔

صرف آپ کی خیر خواہی اور سمجھانے کی غرض سے آپ کی شادی ہی کی مثال دے کر (جو کہ آج کل خاص رنگ رلیوں سے کی جاتی ہے) سمجھایا گیا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لئے اور میرے گھر والوں کے لئے اس کو ذریعہ نجات بنائے اور موت کی سختی ونزع کی تلخی اور عذاب قبر سے بچائے۔ آمین

اللّٰھم انی اعوذبك من عذاب القبر وعذاب جھنم ط فاعتبروا یٰاُولی الابصار ٥ (۲:۵۹)

حقیر محمد اسمٰعیل عفی عنہ ذی الحجہ 1397ھ، نومبر 1977ء

مقام نزد مرقد مبارک مولینا مفتی عبدالغنی صاحب اور اپنے بھائی، والدین کے پاس بیٹھ کر لکھی گئی قبرستان تکیہ ناتو شاہ نزد ریلوے لائن مالیر کوٹلہ۔

موت کو یاد کرنے کا حکم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قبرستان جایا کرو کیونکہ قبرستان موت کو یاد دلاتا ہے، اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے...... میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت مانگی تھی، مجھے اس کی اجازت مل گئی لہٰذا تم بھی قبرستان جایا کرو، اس سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! قبرستان جایا کرو اس سے تم کو آخرت یاد آئے گی اور مردوں کو غسل دیا کرو کہ یہ (نیکیوں سے) خالی بدن کا علاج ہے اور اس سے بہت بڑی نصیحت حاصل ہوتی ہے۔

جنازہ کی نماز میں شریک ہوا کرو، شاید اس سے کچھ رنج وغم تم میں پیدا ہو جائے کہ غمگین آدمی (جس کو آخرت کا غم ہو) اللہ تعالیٰ کے سایہ میں رہتا ہے اور خیر کا طالب رہتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بیماروں کی عیادت یعنی بیمار پرسی کیا کرو، جنازہ کے ساتھ جایا کرو کہ یہ آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

ایک حکیم کسی جنازہ کے ساتھ جارہے تھے راستہ میں لوگ اس میت پر افسوس وغم کررہے تھے۔

حکیم صاحب لوگوں کو فرمانے لگے کہ تم اپنے اوپر افسوس وغم کرو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ تو چلا گیا اور یہ تین آفتوں اور مصیبتوں سے نجات پا گیا۔

1- پہلی یہ کہ آئندہ اب کبھی اس کو ملک الموت کے دیکھنے کا خوف نہیں رہا۔

2- موت کی سختی کی مصیبت اب اس کو نہیں آئے گی۔

3- برے خاتمہ کا خوف اس کو ختم ہو گیا۔

لہٰذا اب تم اپنی فکر کرو کہ یہ تینوں سخت منزلیں تم پر آنے کو باقی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان مجلس میں کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مومنین میں سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ موت کا کثرت سے ذکر کرنے والا...... اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کے لئے بہترین تیاری کرنے والا۔ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اسلام کا نور سینہ میں داخل ہونے کی کیا علامت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس دھوکا کے گھر (یعنی دنیائے فانی) سے دوری ہونا، ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف جانے...... اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ایک انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ یارسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں...... یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت (بزرگی) اور آخرت کا اعزاز و مرتبہ لے اڑے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا و طبرانی)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ غرض یہ ہے کہ موت کو یاد رکھنے سے انسان کی امیدیں کم اور نفس کم ہو جاتا ہے۔ موت کی تیاری رکھنے کی وجہ سے اس دنیائے فانی اور ناپائیدار سے بے رغبتی اور دوری ہونے لگتی ہے۔ موت کی یاد اور تیاری آدمی کو مال کی زیادتی، طمع اور جمع بہت حرص اور لالچ سے بھی روکنے والی ہے کہ آدمی دھوکے اور فریب، ظلم و ستم، کم تول اور جھوٹ بول اور طرح طرح کی ہوشیاریاں

ومکاریاں کر کے اپنی جان پر گناہوں کے انبار اور گھڑ دھر کے اور مال کے خزانے جمع کر کے بلا کسی خرچ اور کھانے پینے کے چھوڑ کر وارثوں کے حوالے کر کے چلا جاتا ہے بلکہ پچھلوں کے منہ میں غلط لقمہ دے کر جاتا ہے جو بعد میں ان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے لیکن اگر آدمی کو موت یاد رہے اور اپنے مرنے کے دن کی تیاری کرتا رہے تو وہ ان سب ناجائز اور برے کاموں سے بچ جاتا ہے بلکہ اس کا مال بھی پھر آخرت میں ذخیرہ اور مددگار بن جاتا ہے۔ موت کی یاد آدمی کو توبہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ دوسروں پر ظلم وستم اور ان کا ناجائز مال کھانے اور ان کے حقوق کی حق تلفی کرنے سے باز رکھتی ہے۔

غرض موت کو یاد رکھنے سے آدمی بہت سے گناہوں اور روحانی بیماریوں سے بچ جاتا ہے:

یاد رکھنا موت کا اکسیر ہے
غم سے بچنے کی بس یہی تدبیر ہے
موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے
تو ہر رنج وغم سے ہر وقت آزاد رہے

موت کی سختی

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی پر کوئی آفت یا مصیبت، کوئی حادثہ، کوئی رنج وغم، کوئی تکلیف، کوئی مشقت یا کوئی ڈر خوف زندگی میں کبھی بھی نہ آئے، تب بھی موت کی سختی، نزع کی تلخی اور اندیشہ ایسی چیز ہے جو اس کی تمام لذتوں اور راحتوں کو مکدر اور ختم کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کی تمام خوشیوں پر پانی پھیر دینے والی ہے۔ اس کی غفلت کو ختم کر دینے کے لئے اسی کا فکر کافی ہے۔ موت اتنی سخت مصیبت کی چیز ہے کہ آدمی کو ہر وقت اس کی فکر اور تیاری میں مشغول رہنا چاہئے

پھر یہ کہ اس کا وقت معلوم نہیں کہ نہ معلوم کب آ کر پکڑ لے۔
انسان دنیا اور دنیا کے ساز و سامان اپنی غفلت اور رنگ رلیوں میں مشغول ہے،
دن رات دولت اکٹھی کرنے اور دنیا بنانے بسانے کی فکر میں لگا ہوا ہے اور......
آسمانوں پر اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں۔
اس کی موت کا حکم جاری ہو چکا ہے۔ جس میں نہ کسی کی سفارش چل سکتی ہے اور
نہ ہی کوئی اپیل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی منت دومنٹ کی اس کو مہلت مل سکتی ہے۔
جب بھی کسی پر موت کا وقت آیا تو اس کو کچھ کہنے سننے کی بھی مہلت نہیں مل سکی:

کلام کیا کہ زبان تک منہ میں ہل نہ سکی
پلک جھپکنے کی مہلت بھی ان کو مل نہ سکی

آہ! پھر بھی یہ انسان کس قدر دھوکا میں پڑا ہوا ہے دنیا کی اس چکنی دلدل میں پھنسا ہوا ہے کہ محل و مکان بنا رہا ہے۔ کہیں زمین جائیداد خرید رہا ہے، کہیں باغات لگا رہا ہے، کہیں دکانیں بنوا رہا ہے، کہیں کارخانے کے لگانے کے چکر اور فکر میں ڈوبا ہوا ہے، کہیں مکان کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور اس کے فرش وفروش کی آرائش میں لگا ہوا ہے غرضکہ موت اور مرنے کے دن کو کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا حالانکہ اس کا نام زندوں کی فہرست سے کٹ کر مردوں کی فہرست میں آ چکا ہے۔ حتیٰ کہ کفن تک بازار میں بزاز کی دکان میں آ چکا ہے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

کتنے تعجب کی بات ہے کہ موت جب ایسی چیز ہے کہ جس کا کوئی حال اور کوئی وقت معلوم ہی نہیں کہ نہ جانے کب آ پکڑے پھر بھی دن رات آدمی دنیا کی لذتوں اور غفلتوں میں پڑا رہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے اگر اس کو یہ پتا چل جائے کہ کوئی سپاہی یا پولیس اس کی تلاش میں ہے جو اس کے جرم کی وجہ سے اس کو سزا دے گا تو

سب لذت و آرام خاک میں مل جائے گا یا اس کو اتنا ہی پتا چل جائے کہ آج اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوں گے۔ بس اتنا سنتے ہی ہوش اڑ جائیں گے اور نیند تک حرام ہو جائے گی۔ لذت و آرام تو کیسا؟

تو اسی طرح سے جب اس کو پتا ہے کہ ملک الموت اس کی تاک میں ہے اور موت کی سختیاں جو بڑی سے بڑی سزا سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ اس کو ملنے والی ہیں پھر بھی اس سے غافل رہے بلکہ اس کا کبھی ذکر و فکر ہی نہ کرے۔ کیا اس کی جہالت وحماقت اور غفلت و بے پروائی کی کوئی حد بھی ہے؟ دراصل...... حقیقت یہ ہے کہ اس کو ان باتوں پر یقین ہی نہیں کہ ہاں واقعی کل ایسا ہی ہونے والا ہے۔ اسی لئے یہ نہ ڈرتا ہے اور نہ یاد ہی کرتا ہے حالانکہ یہ وقت ایک دن ضرور سر پر آنے والا ہے اس سے بچ کر کوئی کہیں جا نہیں سکتا:

جو زندہ ہے وہ موت کی ایذائیں سہے گا
جب احمد مرسل نہ رہے تو اور کون رہے گا

روح کا تن سے جدا ہونا

نزع کی تلخی اور وقت آخری

عزیز و احباب دم کے ہیں، سب چھوٹ جاتے ہیں
جہاں یہ تار ٹوٹا، سب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

موت کی سختی کا حال وہی جانے جس پر گزرتی ہے یا گزر چکی ہے۔ دوسرے کو اس کے حال کی کچھ خبر نہیں۔ جب تک اس سے واسطہ نہ پڑے وہ تو صرف اندازہ اور قیاس ہی لگا سکتا ہے۔ بدن کے جس حصہ میں روح نہیں ہوتی، اس کو کاٹنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جس طرح سے بدن کی جو کھال مردہ ہو جاتی ہے اس کو کاٹنے سے

کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن جس حصہ میں جان ہوتی ہے اس میں ذرا سی سوئی چبھونے سے یا اس میں کچھ لگنے سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ روح کو بدن کے اس حصہ سے تعلق ہے اس وجہ سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے چونکہ روح سارے بدن میں سر سے پاؤں تک آدمی کے جوڑ جوڑ میں موجود ہے۔ اس لئے جب اس کو سارے بدن سے کھینچ کر نکالا جائے گا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ موت کے وقت کتنی تکلیف ہوگی۔ اگر کسی زندہ آدمی کا کوئی حصہ کاٹا جائے تو کتنی تکلیف ہوگی اس سے اندازہ کر لیجئے اور اگر وہ حصہ مردہ ہو اس میں روح نہ ہو تو اس کے کاٹنے سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی...... تو جب ساری روح کو بدن کی رگ رگ سے کھینچا جائے گا تو غور کیجئے کہ کیا حال ہوگا لیکن بدن کا اگر ایک حصہ کاٹا جاتا ہے تو روح کا باقی حصہ تمام بدن میں موجود ہوتا ہے۔ وہ اس وقت مضبوط ہوتا ہے۔ اس وجہ سے آدمی چلاتا اور تڑپتا ہے مگر جب پوری ہی روح کھینچی جائے تو اس میں پھر کمزوری ہونے کی وجہ سے اتنی قوت نہیں رہتی کہ وہ کچھ تڑپے یا آرام پا سکے۔ ہاں اگر بدن مضبوط ہوتا ہے تو سانس اکھڑتے وقت اس میں آواز پیدا ہوتی ہے جو دوسروں کو سنائی دیتی ہے اور اگر بدن میں طاقت نہیں ہوتی تو پھر یہ آواز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ بدن کے جس جس حصہ سے روح نکلتی جاتی ہے وہ حصہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوتا جاتا ہے۔

سب سے پہلے اس کے پاؤں ٹھنڈے ہوتے ہیں اس لئے کہ روح سب سے پہلے پاؤں کی طرف سے نکالی جاتی ہے اور وہاں سے نکل کر پھر منہ کے ذریعہ سے جاتی ہے پھر پنڈلیاں ٹھنڈی ہوتی ہیں پھر رانیں، اسی طرح سے ہر حصہ ٹھنڈا ہوتا رہتا ہے اور ہر حصہ کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ اس کے کاٹنے سے ہوتی ہے...... یہاں تک، کہ جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو آنکھوں سے نور جاتا رہتا ہے۔ جس وقت ملک الموت دل کی رگ کو چھوتا ہے اس وقت آدمی کا لوگوں کو پہچاننا ختم ہو جاتا ہے اور زبان بند ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب چیزوں کو بھول جاتا ہے۔ اگر اس وقت آدمی پر

موت کا نقشہ سوار نہ ہو تو تکلیف کی سختی کی وجہ سے اپنے پاس والوں پر تلوار چلانے لگے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس وقت سانس حلق میں ہوتا ہے تو اس وقت شیطان اس کے گمراہ کرنے کی بے حد کوشش کرتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ بھی دعا ہے کہ یا اللہ مجھ پر موت کی اور نزع کی سختی آسان فرما۔

مگر ایک ہم ہیں کہ ان واقعات سے بالکل ہی ناواقف اور بے خبر ہیں۔ ہم تو اس آنے والے وقت کو یاد ہی نہیں کرتے، دعا مانگنا تو کیسا؟ اور اگر کبھی بھولے بسرے سے دعا مانگ بھی لی تو وہ بھی سرسری طور سے مانگ لی کہ بس کافی ہے۔

انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے بالکل معصوم اور پاک تھے اور اولیاء اللہ جو خدا کے دوست ہیں وہ تو موت سے اتنا ڈرتے تھے کہ بے حد لرزتے اور کانپتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سے کہتے تھے کہ میرے لئے دعا کرو کہ وقت نزع کی تکلیف مجھ پر آسان ہو جائے کہ موت کے ڈر نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا۔

حکایت

بنی اسرائیل کے چند عبادت کرنے والوں کی ایک جماعت ایک قبرستان میں پہنچی اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اللہ پاک سے دعا کی جائے کہ ان میں سے کوئی مردہ قبر سے اٹھے تاکہ ہم اس سے کچھ موت کا حال پوچھیں کہ کیا گزری؟

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کی۔ ان کی دعا قبول ہو گئی اور ایک مردہ قبر سے نکلا جس کی پیشانی پر کثرت سے سجدہ کرنے کا نشان بھی پڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

مجھے مرے ہوئے آج پچاس سال ہوئے...... لیکن موت کے وقت کی تکلیف اب تک میرے بدن سے نہیں گئی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا اللہ تو روح کو پٹھوں سے، ہڈیوں سے اور انگلیوں میں سے نکالتا ہے مجھ پر موت کی سختی آسان کر دے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہزار جگہ تلوار کی کاٹ سے، مرنے کی تکلیف زیادہ سخت ہے۔

ایک بزرگ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ مردوں کو قیامت میں اٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ آرہ چلا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دیگ میں پکا دینے سے سخت ہے۔ اگر مردے قبر سے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی دنیا میں لذت و آرام سے وقت نہیں گزار سکتا اور میٹھی نیند اس کو نہیں آسکتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب وفات ہوئی تو ان سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا کہ بارالٰہا! میں اپنی جان کو ایسا دیکھ رہا تھا جیسے زندہ چڑیا کو اس طرح آگ پر بھونا جا رہا ہو کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو...... اور نہ کوئی اڑنے کی صورت ہو اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایسی حالت تھی جیسا کہ زندہ بکری کی کھال اتاری جا رہی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کا وقت آیا تو ایک پانی کا بھرا ہوا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک بار بار پیالہ میں ڈالتے اور اپنے منہ پر پھیرتے اور فرماتے الٰہی! نزع کی سختی میں میری مدد فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ موت کی کیفیت بیان کرو

انہوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین! جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے اندر داخل کر دیا جائے جس کے ساتھ بدن کا ہر جزو لپٹ جائے پھر یک دم اس کو کھینچ لیا جائے...... اس طرح سے جان کھینچی جاتی ہے۔

استغفر اللہ فی امان اللہ اللھم اعنی علیٰ غمرات الموت وسکرات الموت

اے اللہ موت کی سختیوں کے اس موقع پر میری مدد فرما۔ آمین یارب العالمین۔

ملک الموت (عزرائیل)

موت کی سختی اور نزع (جانکندن) کی تلخی کے علاوہ ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتوں کی ہیبت ناک صورتوں کا خوف الگ ایک کڑی منزل ہے کہ...... جس صورت میں وہ گنہگاروں کی جان نکالتے ہیں۔ ان کی ایسی ڈراؤنی صورت ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑا طاقتور آدمی بھی ان کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا۔ کسی میں بھی ان کے دیکھنے کی سہار اور طاقت نہیں جن سے آدمی کو عنقریب واسطہ پڑنے والا ہے مگر آدمی ہے کہ اس سے غافل ہے، اپنے لذت و آرام میں مشغول ہے۔ کبھی سرسری طور پر یا دوسرے کی جان نکلتی دیکھ کر بھی اس کو کبھی خیال نہیں آتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

ایک دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس صورت میں تم نافرمان اور فاجر لوگوں کی جان نکالتے ہو وہ مجھے دکھاؤ۔ ملک الموت نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اس کے دیکھنے کی تاب اور سہار نہ لا سکیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں میں دیکھنے کی سہار رکھ سکوں گا۔

اس پر حضرت عزرائیل نے عرض کیا کہ اچھا آپ دوسری طرف منہ کر لیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل نے فرمایا یا حضرت اب دیکھ لیجئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ادھر دیکھا تو ایک بڑا کالا آدمی (دیو کی شکل) جس کے بال بہت بڑے بڑے اور نہایت بدبودار کپڑے اور اس کے منہ سے ناک سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حالت دیکھ کر غش آ گیا۔ بہت دیر کے بعد ہوش آیا تو ملک الموت اپنی پہلی صورت میں تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر فاجر و نافرمان شخص کے لئے کوئی دوسری آفت اور مصیبت نہ ہوتی...... تب بھی یہ صورت ہی اس کی آفت و مصیبت کے لئے کافی تھی۔

یہ فاجروں، فاسقوں، گنہگاروں اور نافرمانوں کا حال ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندوں کا حال سنئے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندوں کی روح قبض کرنے کے وقت وہ بہت ہی اچھی اور بہترین صورت میں حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہی یہ نقل ہے کہ انہوں نے پھر ملک الموت سے فرمایا...... کہ جس حال میں تم نیک بندوں کی جان نکالتے ہو وہ حال بھی دکھاؤ...... تو انہوں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان، بہترین نفیس لباس پہنے ہوئے اور خوشبو

میں بسا ہوا سامنے موجود ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ...... مومن اور فرمانبردار کے لئے اگر مرتے وقت اس صورت کے علاوہ کوئی بھی فرحت وخوشی کی چیز نہ ہو تو یہی کافی ہے۔

نیکوں کی موت

حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو وہ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ اے ملک الموت! فلاں بندے کی روح کو لے آؤ تا کہ اس کو راحت و آرام پہنچاؤں، اس کا امتحان ہو چکا ہے، میں جیسا چاہتا تھا وہ ویسا ہی کامیاب نکلا کہ اس نے میرے سب احکام کو پورا کر دکھایا۔

اس حکم کے بعد ملک الموت اس نیک بندے کے پاس آتے ہیں اور پانچ سو فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فرشتہ اس بندے کو ایسی خوشخبری دیتا ہے جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے اس کو نہیں دی۔ ان کے پاس (خوشبودار) ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں اور وہ سب فرشتے دو قطاروں میں اس کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ابلیس کا رونا

اس نیک بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل وکرم دیکھ کر ابلیس اپنا سر پکڑ کر رونا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی آواز کو سن کر اس کے خادم و نوکر (شطونگڑے) دوڑ کر آتے اور آ کر پوچھنے لگتے ہیں کہ اے ہمارے آقا اور سردار! کیا ہو گیا؟ وہ کہتا ہے کم بختو! دیکھتے نہیں یہ کیا ہو رہا ہے تم کہاں مر گئے تھے۔

وہ کہتے ہیں اے ہمارے سردار! ہم نے اسے گمراہ کرنے کے لئے بہتیری کوشش

کی، اپنا بہت مکر وفریب چلایا مگر یہ گناہوں سے محفوظ ہی رہا اور ہمارے داؤ پنچ میں نہ آیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ تم میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ میں نے اس کا خوشی میں اور غم میں دونوں میں امتحان لے لیا۔ وہ ایسا ہی نکلا کہ جیسا میں چاہتا تھا۔ جاؤ اس کو لے آؤ تاکہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اس کو راحت مل جائے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں۔ ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں۔ ہر ایک میں بیس رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں نئی خوشبو ہوتی ہے۔

اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو (جسم کے ہر حصہ) پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کی نظر کے سامنے کھول دیتے ہیں۔ اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے...... جیسا کہ بچے کے رونے کے وقت اس کے گھر والے طرح طرح کی چیزوں سے اس کا دل بہلاتے ہیں۔ کبھی اس کی حوریں سامنے کر دی جاتی ہیں، کبھی وہاں کے پھل، کبھی وہاں کے بہترین لباس۔

غرض کہ طرح طرح کی چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں، اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں آکر کودنے لگتی ہیں۔ یہ سب نظارے دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے (جیسا کہ پنجرہ میں جانور باہر نکلنے کو پھڑکتا ہے)

ملک الموت کی گفتگو

ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ مبارک روح چل ایسی بیریوں کی طرف جن میں کانٹا نہیں...... اور ایسے کیلوں کی طرف جو تو بتو لگے ہوئے ہیں اور ایسے سائے کی طرف جو بہت گہرا اور وسیع ہے اور پانی بہہ رہا ہے اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ بات اس کو معلوم ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہے اور اللہ تعالیٰ اس روح سے خوش ہے۔ اس لئے وہ اس روح کے ساتھ نہایت لطف ومحبت کے ساتھ پیش آتا ہے تا کہ اللہ پاک اس فرشتے سے بھی خوش ہوں لہٰذا وہ روح بدن سے ایسی آسانی کے ساتھ نکلتی ہے' جیسا کہ آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔

رُوح نکلنے کے بعد

جب روح نکل آتی ہے تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں، اور اس کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت وخوشخبری دیتے ہیں۔

پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔

تو اللہ پاک کے حکموں کو پورا کرنے اور اس کی عبادت و اطاعت میں جلدی کرنے والا تھا اور اس کی نافرمانی میں سستی کرنے والا تھا لہٰذا آج کا دن تجھے مبارک ہو کہ تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی اس سے نجات دی۔

اسی طرح سے بدن رخصت کے وقت روح سے کہتا ہے

اس جدائی پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا اور

آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال اوپر جایا کرتے تھے اور جن سے اس کا رزق اترتا تھا۔

بعد مرنے کے

روح کے نکل جانے کے بعد پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنا دیتے ہیں۔ جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں اس کے بعد وہ اس کے دروازے سے قبر تک دونوں طرف لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں...... اور اس کے جنازہ کا دعا واستغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

شیطان کا رونا

یہ سب منظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکر و گروہ سے کہتا ہے کہ آہ تمہارا ناس ہو جائے۔

یہ تم سے کس طرح سے چھوٹ گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ! یہ معصوم اور بے گناہ تھا۔

تنبیہ

یہ سب واقعات وحالات ہم کو اس دنیا میں نزع وموت کے وقت سے دکھائی نہیں دیتے، ہم ان باتوں کو پڑھ سن کر اور مرنے والے کی حالت کو دیکھ کر صرف سرسری طور پر خیال کر کے فوراً بھلا اور اپنے دل سے دور کر دیتے ہیں کہ بس اسی مرنے والے کو مرنا تھا ہم کو کون سا مرنا ہے، ہمیں تو اسی دنیا میں رہنا اور مزے کرنے ہیں،

تھوڑی دیر اور وقتی طور پر افسوس ہوتا ہے پھر بس:

رام رام ستھ ہے

مردہ خدا دے ہتھ ہے

اس دن پتا چلے گا جس دن ان واقعات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کے بعد جب حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری دیتے ہیں اس کے بعد جب ملک الموت اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ الخ میں پہنچا دو۔

(سورۂ واقعہ: ۲۸،۲۹)

قبر میں نیک اعمال کی ہمدردی

جب بندے کی نعش کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی نماز اس کے دائیں طرف آ کھڑی ہو جاتی ہے۔ روزہ بائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے...... اگر وہ دائیں طرف سے آتا ہے تو اس کو نماز کہتی ہے...... پرے ہٹ، خدا کی قسم یہ شخص دنیا میں بہت مشقت و مصیبت اٹھاتا رہا۔ ابھی ذرا آرام سے سویا ہے پھر عذاب بائیں طرف سے آنا چاہتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے پھر وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر تیرا راستہ نہیں ہے۔ غرض یہ کہ وہ جس طرف سے بھی آنا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا۔ یہ

اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے اس دوست کو عبادتوں نے (جو اس نے اپنی زندگی میں دنیا کے اندر رہ کر کی تھیں) گھیر رکھا ہے۔

لہٰذا وہ عذاب عاجز و کمزور ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونے میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں تو اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی طرف کی عبادت میں کچھ کمزوری ہو تو میں اس کی طرف ہمدردی کروں مگر الحمد للہ تم نے ہی مل کر اس کو دفع کر دیا لہٰذا اب میں اعمال تلنے کی ترازو میں اس کے کام آؤں گا۔

ایک حدیث میں اسی مضمون کو پنجابی اشعار میں اس طرح سے نقل کیا گیا ہے، فرماتے ہیں:

پر جیہڑے پڑھن نمازاں مومن کرن زکوٰۃ ادائی
اوہناں دی میں صفت سناواں وچہ حدیث جو آئی
جد فرشتے سر ول آون اگوں نماز پکارے
اس سر سجدے بہتے کیتے خوف خدا دے مارے
کالیاں راتیں سجدے کیتے وچہ درگاہ الٰہی
ایہہ سر لائق نہیں عذاباں دیکھ کتاباں بھائی
تاں پھر اوہ فرشتے دونویں سجی طرفوں آون
صدقہ نیڑے آن نہ دیوے تاں پھر اوہ ہٹ جاون
کھبی طرفوں آون تاں پھر کردا جمعہ مناہی
پیر پیادہ طرف نمازاں ہوندا سی اس راہی
لائق ایہہ عذاب نہیں تدھ اسنوں پکڑ جگاون
پاک محمد توں کی آکھیں ایہہ سوال اس پاون

اوہ آکھے اوہ نبی خدا دا ، اَشْھَدُ کلمہ پڑھ دا
نال آرام سلادن اس نوں جنت خوشیاں کردا
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قبر میں

قبر میں دو فرشتے جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح سے چمکتی ہیں اور آواز بادل کی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ ان کے دانت گائے کے سینگوں کی طرح باہر کو نکلے ہوتے ہیں۔ ان کے منہ سے آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں۔ بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر ختم ہو۔

مہربانی اور نرمی ان کے پاس سے بھی نہیں گزری لیکن سختی کا معاملہ مومنوں کے ساتھ نہیں کرتے لیکن پھر بھی ایسی ڈراؤنی شکل وصورت کی ہیبت ہی کیا کم ہے؟

ان دونوں کے ہاتھ ایک ایک بڑا بھاری لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے کہ جس کو اگر تمام دنیا کے جن وانسان مل کر اٹھانا چاہیں تو اٹھانا تو درکنار، وہ اس کو ہلا بھی نہیں سکتے' وہ آکر مردے سے کہتے ہیں بیٹھ جا۔ مردہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرک جاتا ہے۔

سوالاتِ منکر نکیر

وہ سوال کرتے ہیں (1) تیرا رب کون ہے (2) تیرا دین کیا ہے (3) تیرا نبی کون ہے؟ اگر مردہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔

میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں تو

نے سچ کہا۔

امتحانِ قبر کے جوابات

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! تم ان کلمات کو کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ اس کے بارے میں قبر میں تمہارا امتحان ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

لا الـہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وان اللہ ربنـــا اور بے شک اللہ ہمارا رب ہے۔ والاسلام دیننا اور اسلام ہمارا دین ہے۔ ومحمدًا نبینا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ (دیلمی شریف)

اگر بندہ یہ صحیح صحیح جواب دیتا ہے ہے تو فرشتے کہتے ہیں تو نے صحیح اور سچ کہا ہے۔ تو اس کی قبر کی دیواروں کو سب اطراف سے ہٹا دیا جاتا ہے جس سے وہ چاروں طرف سے بہت زیادہ وسیع ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ اوپر سر اٹھاؤ۔ مردہ جب اوپر کو سر اٹھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ کے دوست وہ جگہ تمہارے رہنے کی ہے اس وجہ سے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہو گی۔

اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو۔ جب وہ دیکھتا ہے تو دوزخ کا دروازہ نظر آتا ہے جس سے دوزخ کا حال نظر آتا ہے۔ وہ فرشتے کہتے

ہیں اے ولی اللہ! تو نے اس دروازے سے نجات پالی۔ اس وقت بھی مردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کے بعد اس کی قبر میں ستتر (۷۷) دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں جن سے وہاں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک وہ انہیں بہاروں میں رہے گا۔ کیسی خوش نصیب ہوگی وہ روح جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور رحم و کرم کا سلوک و معاملہ فرمائے گا۔ اللھم اسئلك رضاك والجنة ط الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رضا کا اور جنت کا۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کی موت

جب اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی رکھی۔ اپنی نعمتیں (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر برسائیں مگر وہ میری نافرمانی سے پھر بھی باز نہیں آیا۔ لہٰذا آج اس کو لاؤ تاکہ میں آج اس کو سزا دوں اور اس نافرمانی کا مزہ چکھاؤں۔ ملک الموت بہت بری صورت میں اس کے پاس آتے ہیں۔ اس صورت میں کہ بارہ آنکھیں ان میں ہوتی ہیں۔ ان کے پاس ایک گرز (لوہے کا موٹا سا ڈنڈا) جو جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تانبے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوتے ہیں۔ ملک الموت آتے ہی وہ گرز اس پر مارتے ہیں جس کے کانٹے اس کے ہر رگ و ریشہ میں گھس جاتے ہیں پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور منہ کے نیچے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔

جس سے وہ مردہ غش کھانے لگتا ہے۔ وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے

نکال کر ایڑی میں روک دیتے ہیں (اور پٹائی کرتے رہتے ہیں) پھر ایڑی سے نکال کر گھٹنوں میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر جگہ جگہ اس لئے روک لیتے ہیں تا کہ اس کو اچھی طرح سے دیر تک تکلیف پہنچائی جائے۔ پیٹ میں روک دیتے ہیں پھر وہاں سے کھینچ کر سینے میں روک دیتے ہیں پھر فرشتے اس تانبہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور پھر ملک الموت اس سے کہتے ہیں کہ اے ملعون روح نکل اور اس جہنم کی طرف چل کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا (بلکہ وہ نہایت تکلیف دینے والا ہوگا) پھر جب روح اس کے بدن سے رخصت ہوتی ہے تو بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برا بدلہ دے کیونکہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جلدی سے لے جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا اور یہی بات بدن روح سے کہتا ہے۔

اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیا کرتا تھا اس پر لعنت کرتے ہیں اور شیطان کے لشکر دوڑتے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس آ کر اس کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔

نافرمان کی قبر میں پیشی

جب نافرمانی کرنے والا قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ اس پر کالے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اس کی ناک اور پاؤں سے کاٹنا شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ درمیان میں دونوں طرف کے سانپ آ کر مل جاتے ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں منکر و نکیر جن کا بیان ابھی اوپر گزرا ہے۔

وہ آکر اس سے پوچھتے ہیں کہ

تیرا رب کون ہے؟

تیرا دین کیا ہے؟

تیرا نبی کون ہے؟

وہ ان کے ہر سوال میں جواب دیتا ہے کہ ہاہا میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کے اس جواب پر اس کو گرزوں سے اس قدر زور سے مارتے ہیں کہ اس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اس کو کہتے ہیں کہ اوپر دیکھ۔ وہ اوپر کی طرف جنت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے (جنت کی باغ و بہار وہاں سے نظر آتی ہے)

فرشتے اس نافرمان سے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن اور نافرمان! اگر دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی حسرت ہوتی ہے کہ ایسی حسرت کبھی نہ ہوگی پھر دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے دشمن یہ تیرا ٹھکانہ ہے اس لئے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کے ستتر (۷۷) دروازے جہنم کے اس کی قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں جن سے قیامت تک گرم ہوائیں اور دھواں وغیرہ اس کو آتا رہتا ہے۔

اللھم انی اعوذبك من غضبك والنار۔

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ناراضی سے، اور تو مجھ کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ایک روایت میں پنجابی اشعار میں اس کو یوں بیان کیا ہے:

منکر اتے نکیر فرشتے اس تھیں پچھے آون

ہتھ وچہ گرزاں نیلیاں اکھیاں کڑکاں مار ڈراون

بے نماز تے فاسق تائیں جدوں سوال کریندے
اوہ آکھے کچھ خبر نہ میں نوں گرزاں پکڑ مریندے
وڈی گرز نہ ہلے جے کر سارا جگ ہلاوے
لذت دنیا پچھے ویکھو کتنی سختی پاوے
قبر شکنجے وانگ مروڑے کردا حال دوہائی
ہڈیاں پرزے پرزے ہوون چلے واہ نہ کائی
دوزخ دے انگیار قبر وچہ اس دے ہیٹھ بچھاون
اک دروازہ دوزخ ولوں کھول قبر نوں لیاون
تد افسوس کرے اوہ بندہ جد کیتیاں آگے آون
دنیا اتے سمجھن ناہیں احمق بھلے جاون
ایہہ دن اپنا سوچ دلا کر اطاعت ذکر الٰہی
رب نبی نوں راضی کر لے چھوڑ فساد مناہی

اے قبر کی پہلی رات کے پڑھنے سننے والو!

بھائیو یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ سب بندے کی قبر کی پہلی رات ہی کا بیان ہے۔ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر بندہ پہلی منزل میں نجات پا گیا اور پورا اتر گیا تو انشاء اللہ آخرت کی منزلیں اس کے لئے آسان ہو جائیں گی اور اگر پہلی رات اور پہلی منزل میں پھنس گیا تو پھر معاملہ بہت مشکل اور کٹھن ہو گا۔

بلاشبہ یہ رات ہم سب پر ایک نہ ایک دن ضرور آنے والی ہے اور اس دنیا کی تمام زندگانی کا حساب ہو گا۔ اس سے کوئی بچ کر یا بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ سب کو یہ منزل اور سفر درپیش ہے۔ اس لئے بھائیوں سے اور پڑھنے سننے والوں سے یہی عرض ہے کہ چند روزہ اس دنیا میں رہ کر وہ کام کر جائیں جن سے آقا و مولا خوش ہو جائے اور

آخرت کی سب کی سب منزلیں اس پر آسان ہو جائیں اور آخرت کی سرخروئی اور کامیابی حاصل ہو جائے۔ عذاب قبر سے نجات مل جائے کیونکہ عذاب قبر کا معاملہ بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لئے آسان کرے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں کثرت سے دعا مانگی ہے تاکہ لوگ بھی کثرت سے دعا مانگیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم اور بے گناہ ہیں۔ وہ تو ہم کو یہ سبق سکھا کر گئے ہیں اور آگاہ کر کے بتا کر کے گئے ہیں کہ عذابِ قبر سخت ہے اس سے ڈرو اس وقت کو یاد رکھو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خوف کی وجہ سے مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں عذاب قبر سنا دے (اور دکھا دے)

اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر وعذاب جھنم ط

اللھم احفظنا من کل بلآء الدنیا وعذاب الاخرۃ ط

نظم (روانگی)

تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
کوئی نہ ساتھ دے گا، اور تو بے سامان ہو گا
وقت نزع سرہانے آئیں گے سب پیارے
صورت کو دیکھ تیری روئیں گے غم کے مارے
یٰسین جب پڑھیں گے تو نیم جان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم رواں ہو گا
آئیں گے جب فرشتے لینے کو جان تیری
کر لے گی تب کنارا یہ جھوٹی شان تیری

اس وقت پھر ہٹا سب یہ تان مان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم روان ہو گا
نہلا کے تجھ کو ساتھی کفنا کے لے چلیں گے
پڑھ کر جنازہ تیرا پھر ساتھ چھوڑ دیں گے
دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا نشان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم روان ہو گا
ہو گی قبر اندھیری گھبرائے گا وہاں تو
آئیں گے جب فرشتے ڈر جائے گا وہاں تو
کس کو پکارے گا تو جب تیرا بیان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم روان ہو گا
سرکار دو جہاں کی اے دل غلامی کر لے
دنیا ہے چند روزہ نیکی سے جھولی بھر لے
جنت میں پھر تو بے شک تیرا مکان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم روان ہو گا
تو اے بشر جہاں سے جس دم روان ہو گا
کوئی نہ ساتھ دے گا، اور تو بے سامان ہو گا

موت کا ذائقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

(سورۂ عنکبوت: ۵۷)

یعنی ہر جاندار کو ایک نہ ایک روز ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔

(اور دنیا میں کیے ہوئے اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے)

دوستو! کبھی تم نے تنہائی و علیحدگی میں بیٹھ کر یہ بھی سوچا ہے کہ وہ دوست و یار جو پچھلے دنوں، پچھلے ماہ و سال میں تمہارے ساتھ رہتے تھے جن سے تمہاری مجلسیں قائم ہوتی اور سجتی تھیں، جن کے ساتھ رنگ رلیاں اور عیش و عشرت منائی جاتی تھیں آج وہ سب کہاں گئے؟ جس طرح سے آج تم اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جس طرح سے آج تمہیں اپنے کام سے کسی وقت بھی کھانے کمانے اور دنیا طلبی سے فرصت نہیں ملتی۔

کل وہ بھی اسی طرح اس دنیا میں مشغول رہتے تھے جس طرح تمہیں صبح و شام دن رات یہی فکر اور یہی بیماری ہے کہ مل جائے پیسہ...... خواہ ہو کیسا۔ اسی طرح سے ان مرنے والوں کا حال تھا۔ ان کو کسی وقت بھی تھوڑا بہت وقت نکال کر عبادت الٰہی کرنے اور اپنی دل جمعی کرنے کی فرصت نہ ملتی تھی اور نہ ہی مل سکی۔ نتیجہ یہ کہ اپنی انمول زندگی (جو کہ سرمایۂ آخرت تھی) دنیا کے جال اور عیش میں پھنس کر اس کے سمیٹنے اور جمع کرنے پر قربان کر دی۔

یہاں تک کہ اس حالت میں موت نے انہیں آ دبوچا جب موت کے پنجے میں گرفتار ہوئے تو سب آرزوئیں اور دل کے ارمان خاک میں مل گئے۔ اسی حالت میں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر زمین کے نیچے جا دبے۔

نظم دَرذکر موت

نہ کوئی پیش چلی، نہ عذر نہ انکار ہوا
جب بشر موت کے پنجے میں گرفتار ہوا
سانس کا کر نہ بھروسا تو، کبھی اے غافل
یہ تو چلتا ہے سمجھ، چلنے کو تیار ہوا

کس قدر موت کی ہے نیند مزے کی یارب
کہ جو کوئی سویا نہ پھر اس نیند سے بیدار ہوا
کوئی ساتھی نہ ہوا مر کے بجز زیر کفن
پہلی منزل سے ہی ہر اک جدا یار ہوا
جیتے جی بہت یار تھے صوفی اپنے
قبر میں ایک بھی نہ آ کر مددگار ہوا

اب روتے ہیں، پچھتاتے ہیں...... زبان حال سے آہ وواویلا کرتے ہیں کہ......

کون ہے ہمارا غم خوار اس دہشت و غربت میں...... کون ہے ہمارے بیوی بچوں کا کفیل ان کی تنگی وعسرت میں...... کون ہے جو ہمارا حق صحبت ودوستی ادا کرے۔

آہ کوئی نہیں!

تم میں سے کوئی اس کا جواب نہیں دیتا...... تم مردہ کو جبراً وقہراً اٹھا کر لے جاتے ہو...... اور لے جا کر اس کو قبر کے گڑھے میں اکیلے کو رکھ کر اوپر سے سینکڑوں من مٹی ڈال کر دبا دیتے ہو۔

ہائے یہ کیسی بڑی مصیبت اور ہمارے لئے عبرت ہے کیا یہ جانتے نہیں کہ ملک الموت ہر روز ہماری انتظاری اور جستجو میں ہے۔ کیا یہ نہیں سنا؟ کہ ہم سب موت کا پیالہ پینے والے ہیں...... اور موت کی سواری پر سوار ہونے والے ہیں...... کیا یہ کبھی نہیں سنا؟ کہ عذابِ قبر نہایت سخت اور دردناک ہے اور پل صراط کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

کیا تمہارے سامنے موت نے کسی کمزور، کسی غریب، کسی بیمار ولاچار پر رحم کیا اور اس کو چھوڑا؟ کیا کسی بڑے مال و دولت والے یا حاکم یا بادشاہ وراج تاج اور دبدبے والے یا کسی ظالم وجابر کو ان کو بڑے ہونے کے سبب سے ان کو مہلت دی یا کسی شادی وغمی کے موقع پر موت نے کبھی ترس ورحم کھایا؟ ہرگز نہیں موت کسی کو نہیں چھوڑتی بلکہ ہر

دم، دم نکالنے کو تیار ہے کسی وقت یہ ہاتھ نہیں موڑتی۔

موت کسی کا لحاظ پاس نہیں کرتی

بھائیو! یہ دنیا جائے آزمائش ہے، مقام عیش و آسائش ہے، چار دن کی زندگی ہے۔ خدا کی عبادت کی تو خیر ورنہ سراسر شرمندگی ہے...... کوئی نبی ہو یا ولی، بوڑھا ہو یا جوان، شاہ ہو یا وزیر، کافر ہو یا مومن، نیک ہو یا بد، امیر ہو یا فقیر، صغیر ہو یا کبیر، عالم ہو یا جاہل، غرض کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو موت کسی کے ساتھ لحاظ نہیں کرتی، سب کے لئے برابر ہے۔ ہر وقت آنے کو تیار ہے:

رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی خاطر، یاں گھر ہوا تو کیا ہوا

جو محلوں اور کوٹھیوں میں بڑے آرام سے رہتے ہیں، لمبی تان کر سوتے ہیں وہ مر کر قبر میں بجائے دودھ کے پھر خون جگر پیتے ہیں اور زار و قطار روتے ہیں، انگوٹھے حسرت کے چاٹ رہے ہیں اور انگلیاں افسوس کی کاٹ رہے ہیں۔

آہ! جو ابھی یار و آشنا کے ساتھ ہنس رہے تھے، آنکھ پھیری تو کیا دیکھا کہ گور میں پڑے ہیں، سانپ اور بچھو ان کو ڈس رہے تھے۔ اللہ کی شان ہے کہ زمانہ کی حالت عجیب قدرت کا تماشا دکھا رہی ہے کہ ایک ہی شہر اور ایک ہی جگہ ہے کہ کہیں گلاب کے پھول ہیں اور کہیں کانٹے ببول۔

کہیں شادی کا ولیمہ اور کہیں میت کے پھول، کہیں کوئی نہایت شوق سے نئی شادی کی دلہن کو پالکی میں باجا بجواتا اپنے گھر لئے جا رہا ہے...... اور کہیں کوئی اپنی نوجوان خوبصورت ایک رات کی بیاہی ہوئی دلہن کے جنازے کو چارپائی پر ڈالے ہوئے قبرستان لے جا رہا ہے...... اتفاق سے بازار کے بیچ میں میت کی برات اور شادی کی برات کا میل ہوا۔

واہ! مولا تیری شان کہ ایک طرف خوشی اور ایک طرف غم اور ایک طرف خانہ آبادی اور دوسری طرف خانہ بربادی، ایک طرف ڈولی میں اس کی چھوٹی بہنیں اور سہیلیاں پان کھاتی اور خوشیاں مناتی ہیں اور دوسری طرف چارپائی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بھائی بہن جنازہ کا پایہ اپنے ہاتھوں سے پکڑے روتے چلے جاتے ہیں۔

کوئی اپنے بیٹے کی خوشی میں عقیقہ کے لئے بکرے لئے چلا جاتا ہے، کوئی اپنے خوبصورت چاند سے فرزند کا جنازہ لئے چلا جاتا ہے۔ عقیقہ والا بکروں کا گوشت اپنے رشتہ داروں کو کھلائے گا اور دوسرا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کی قبر کی خاک پر لٹا کر اس کے گورے گورے بدن کے گوشت کو قبر کے کیڑوں کو کھلائے گا۔

کوئی اپنے داماد کے لئے دوشالہ خریدنے کے لئے چلا آتا ہے اور کوئی اپنے بہنوئی کے لئے بازار سے کفن کا کپڑا لئے چلا آتا ہے اور کسی کو چوکی پر بٹھا کر بدن پر شادی کا بٹنا ملا جاتا ہے اور کسی کے بدن کو غسل کے تختہ پر لٹا کر پسلیوں کا لیپ چھڑایا جاتا ہے، کسی کے عطر سہاگ لگایا جاتا ہے اور کسی کے غسل کے پانی میں کافور ملایا جاتا ہے۔

کوئی مخملی بچھونوں پر سوتا ہے کوئی قبر کی خاک پر پڑا روتا ہے۔ کسی کی محل سرائے میں ہزاروں شمعیں جلائی جائیں مگر سرکار دو عالم بے چراغ اور اندھیرے گھر میں وفات پائیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جب رات کو آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ قبر میں اتارا تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے جوش غم میں قبر سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے قبر! تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ ہم کس کا جنازہ لے آئے ہیں۔ یہ بیٹی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہ بیوی ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی، یہ والدہ

ہیں حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہم کی، یہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں، جنت کی بیبیوں کی سردار! قبر سے آواز آئی کہ اے ابو ذر! قبر حسب نسب بیان کرنے کی جگہ نہیں۔ یہاں تو صرف اعمالِ صالح کا ذکر ہے۔ یہاں تو وہی آرام وراحت پائے گا جس کے اعمال اچھے ہوں گے، جو سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمانبردار ہوں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی، تو خود نیک عمل کر کبھی اس خیال میں نہ رہنا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی ہوں اور بخشی جاؤں گی:

جب فاطمہ کے حق میں یوں فرمائے نبی

اعملی اعملی احمد بن عملی

میرے بھائیو! کس قدر غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ ہم تو فلاں پیر صاحب یا فلاں مولوی صاحب کا پلہ پکڑ کر جنت میں چلے جائیں گے وہ کس قدر اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں...... اور اپنے نفس اور شیطان کے کہنے پر آ کر اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری لختِ جگر (بیٹی) کے حق میں یوں فرما دیا تو اوروں کا کیا ٹھکانہ؟ تو لہٰذا دوستو! دنیا کے دھوکا میں آ کر خدا کی یاد سے غافل نہ ہو اور اپنی حالت اب بھی درست کر لو، ابھی وقت ہے۔

موت کا آنا ضروری ہے

دوستو! آپ نے کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچا اور خیال بھی کیا ہے کہ ہم جیسے اس دنیائے فانی میں ہم سے پہلے کیسے کیسے اور کتنے لوگ آئے اور آ کر چلے گئے اور نہ معلوم اسی طرح اس فانی دنیا کا یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا اور اسی طرح نہ جانے ہمارا بھی

کب پتا کٹ جائے اور قبر میں ٹھکانہ ہو جائے۔ اگر خدائے پاک کا حکم ابھی بیٹھے بیٹھے آ جائے تو ہمیں اسی وقت چلنا پڑے گا تو پھر انسان ہزار کوشش کرے اور ہزار اپنا بس چلائے مگر موت پھر کسی کی نہیں سنتی، اور یہ بھی بات ہے کہ موت بلانے سے نہیں آتی بلکہ بلا بلائے آتی ہے اور جب وہ آتی ہے تو پھر آدمی کے لئے بغیر ہرگز واپس نہیں جاتی اور نہ ٹالنے سے ٹلتی ہے۔

آہ! یہ انسان کس قدر کمزور ہستی ہے

زندگی اور موت میں الجھا ہوا، اور ایک لحہ بھی اپنی زندگی کا بھروسا رکھنے والا یہ انسان ہے مگر باوجود اس حالت اور کمزوری کے حال یہ ہے کہ سامان برسوں کے ہو رہے ہیں۔ دنیا کے کاموں میں اس قدر مصروف اور مشغول ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک اور اپنی موت و قبر کو کبھی بھول کر بھی یاد نہیں کرتا اور حرص وتمنا کا یہ حال ہے کہ اگر قارون کا خزانہ بھی مل جائے تو اس پر بھی صبر نہیں بلکہ اور بھی زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی حرص و ہوس بڑھتی ہے اور جوں جوں یہ قبر میں جانے کے نزدیک ہوتا ہے لیکن حرص وطمع اس کی جوان ہوتی ہے:

ہمیشہ یہی ہے سبق نفس کو
میری آج حاجت روا نہ ہوئی

اتنا بھی سوچنے اور خیال کرنے کے لئے تیار نہیں کہ ہم اس چند روزہ زندگی کے لئے اتنی جان مار کر اور طرح طرح کے ہیر پھیر، جھوٹ بول، کم تول، مکر و فریب اور اپنی جان پر ظلم وستم کر کے مال و دولت اکٹھا کر رہے ہیں، یہ ہمارے کس کام آئے گا۔ کیا یہ ہمارے ساتھ جائے گا۔ جس کے پیچھے ہم نے دین کو کھویا اور اپنی آخرت کو بگاڑا تو ایسی دنیا اور مال سے کیا حاصل؟ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ ہم اس چند روزہ زندگی میں اپنے پیدا کرنے والے آقا و مولیٰ کو یاد کریں اور اتنی بھاگ دوڑ اپنی آخرت اور قبر کے لئے کریں اسے کبھی نہ بھولیں اور جو دولت جمع کر رکھی ہے اس سے غریبوں کی مدد کریں

اور اسے نیک کاموں میں خرچ کریں تا کہ عاقبت بخیر ہو اور وہاں ہمارے کام آئے۔ یہ دولت ہمارے ساتھ قبر میں نہ جائے گی۔ ہمارے اس جسم کو (جس کو حلال وحرام کھلا کر خوب اب موٹا تازہ کر رہے ہیں) قبر کے کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔

اس لئے میرے دوستو بہتر یہ ہے کہ تم ایسے کام کرو کہ کل تمہارے کام آسکیں اور مرنے کے بعد بھی سب تمہیں یاد کریں ورنہ یاد رکھو تمہارے یہ مال و دولت، رشتہ دار و دوست یار، ماں باپ، بہن بھائی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی غرض جتنے بھی اس دنیا کی زندگانی کے ساتھی ہیں یہ آگے چل کر (مرنے کے بعد) آخرت میں کسی کام نہ آسکیں گے۔

ارشاد خداوندی ہے:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝

(سورۃ شعراء: ۸۸، ۸۹)

”جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا وہ امن اور سکون پا سکے گا۔“

کھٹ مکان تے باغ بہاراں
چھڈ جائیں گا سندر ناراں
خالص عملاں باجوں کوئی
یار نہ مدد گاری دا

صرف تمہارے وہی نیک اعمال جو تم نے دنیا کی اس زندگانی میں کئے ہوں گے وہی تمہارے کام آئیں گے:

کسی کے ساتھ جانا نہیں ہے مال و زر
اور کام آتے نہیں پسر و پدر
آخر کو ایک دن یہ سب مر جائیں گے
مر کر اس دنیا میں پھر نہیں آئیں گے

مال و اولاد کے پیار کو چھوڑ جائیں گے
رشتہ داروں کی الفت کو توڑ جائیں گے
اکیلے کو قبر میں دبا کر سب آ جائیں گے
خویش وقبیلہ مل مل کے ہاتھ سب رہ جائیں گے
اب تو گھبرا کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کر بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

یادرکھو!

اگر تمہارے پاس مال ودولت، زمین وجائیداد اور مکان ودکان نہیں بھی ہے تو تم اس پر بھی خدائے تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ کل قیامت کے روز حساب دینے میں تمہیں آسانی ہوگی۔ وہاں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔ وہاں نیک اعمال کے سوا کوئی ساتھی نہ ہوگا، سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی کہ ایسی مصیبت کی گھڑی ہوگی۔ اللہ اس دن ہم پر اپنا رحم فرمائے۔ آمین

لہٰذا غافلو! غفلت سے ہوشیار ہو جاؤ، دنیا کی زندگی اور بہار چند دن کی ہے اور سفر آخرت قریب ہے وہاں کا سرمایہ اور خرچ جمع کرلو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی تابعداری کرو، اپنے برے اعمال سے توبہ کرو، موجودہ زندگی کو غنیمت جانو ورنہ جانے کے بعد اس سے بھی ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے...... انسان کی زندگی ہے ہی کیا؟

ایسی مثال ہے کہ یہ درخت کا ایک پتا ہے۔ نہ جانے کب تیز ہوا اور آندھی آ جائے اور اسے اڑا کر لے جائے۔

بس یہی موت کا پیغام ہے جو ہمیں اڑا کر لے جائے گا کہ سب کے سب دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور پھر وہاں خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم کے سوا اور کسی کا کوئی سہارا نہ ہوگا۔

زندگی کیا ہے؟

دنیا میں اے دنیا والو کیا پھولے پھولے پھرتے ہو
پہنو گے اک روز کفن بدلو گے پھر ہستی کا چولا
کیا بھروسا ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

دوستو! اس زندگی کا کچھ بھروسا اور اعتبار نہیں، ابھی ایک شخص ہے اور تھوڑی دیر میں پتا لگا کہ ہے نہیں، یہ پتا کی نوک پر رکا ہوا پانی کا ایک قطرہ ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں، کوئی اس کا مقام نہیں اس لئے انسان اپنی زندگی کو پائیدار نہ سمجھے، اس کا کچھ اعتبار نہیں، کب اس کا دنیا سے چلنے کا بلاوا آجائے اور اسے خبر بھی نہ ہو:

ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو
نہ غافل ہو اتنا، خبردار ہو

لہٰذا اے بھائی! اب بھی وقت ہے۔ میں تجھ سے بار بار کہتا اور نصیحت کرتا ہوں یہ جو کچھ لکھا جا رہا ہے اور سر دردی کی جا رہی ہے وہ سب تیری ہی خیر خواہی، ہمدردی، قبر و موت کی سختی، نزع کی تلخی، قبر کی تنگی و تاریکی، پل صراط پر سے آسانی، عذاب جہنم سے نجات و خلاصی، داخلہ جنت جو ہمیشہ ہمیشہ کے آرام و راحت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے اور اس کے ملنے اور اللہ تعالیٰ کے راضی اور خوش کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہا اور لکھا جا رہا اور نہ ہی اس کتاب کے لکھنے کا یہ منشاء و مقصد ہے کہ اس سے دنیا اور دنیا کا مال و دولت کمایا اور اکٹھا کیا جائے یا اس سے کوئی تعریف اور نام کرانے یا اپنی شہرت مقصود ہو، اللہ تعالیٰ ایسی نیت اور ریاکاری اور دنیا کی مالداری سے محفوظ رکھے اور اس کی مکاریوں، دل فریبیوں اور اس کے فتنوں سے بچائے۔ آمین۔ اللھم احفظنا من کل بلآء الدنیا والاخرۃ

خدارا! میری اس نصیحت کے پڑھنے سننے کے بعد تو اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو درست کر لے۔ جو کچھ تجھے کرنا ہے بس ابھی کر لے اس میں تیری بہتری ہے۔ ابھی تجھے مہلت ہے، ابھی تو تندرست ہے، ابھی تجھے فرصت ہے، ابھی تو جوان ہے، ابھی تو حیات اور زندہ ہے، ابھی تیرے ہاتھ پاؤں اور دل ودماغ اور سب اعضائے بدنی صحیح سالم ہیں۔ ان کی قوت ختم ہونے، وقت گزرنے اور بڑھاپا آجانے کے بعد تجھ سے پھر کچھ نہ ہوگا۔ جو کچھ ہوگا ابھی جوانی اور صحت میں ہوگا۔ بڑھاپے اور بیماری میں پھر کچھ نہ ہوگا جو کچھ ہوگا اسی زندگی میں ہوگا۔ موت کے بعد کچھ نہ ہوگا پھر سوائے واویلا اور حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدنیا مزرعة الاخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جیسا کوئی یہاں دنیا میں بوئے گا ویسا آخرت میں کاٹے گا۔

یاد رکھ! بڑھاپا عنقریب تجھ پر آنے کو ہے۔ اس وقت تجھ کو چلنا پھرنا بھی دوبھر اور مشکل ہو جائے گا اور پھر گھر والے بھی تجھ سے نفرت کریں گے۔ تیرا یہ جسم ہار جائے گا، تیری سب طاقت اور حسن رخصت ہو جائیں گے غرض تیری کوئی وقعت نہ رہے گی:

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا

ارے کیا تو دیکھتا نہیں کہ جب گدھا بوڑھا ہو جاتا ہے اور بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں رہتا تو اسے گھر سے باہر جنگل کی طرف نکال دیا جاتا ہے پھر اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔

لہٰذا یہی حشر تیرا بھی عنقریب ہونے والا ہے۔ تیرا یہ حال تیرے گھر والے بیٹے، پوتے ہی کریں گے جن کے پیچھے تو نے اپنی تمام زندگی کھوئی، گناہوں کی گٹھڑیاں سر پر

لادیں۔ جن کو اپنی خون پسینے کی کمائی خرچ کر کے بی اے، ایم اے کی ڈگریاں حاصل کرائیں اور دین سکھانا تیرے لئے عار اور شرم وحیا کا مقام اور وقت برباد کرنا تھا۔ خدا کے نام پر دینے کے لئے تیرے پاس ایک پیسہ نہ تھا لیکن فرزند ارجمند کو ڈگریاں حاصل کرانے کے لئے اور اس کی شادی میں ناچ گانا اور لعنت کی رسموں کے لئے تیرے پاس پیسہ تو پیسہ غرض سبھی کچھ خرچ کر دیا۔

ارے دین محمدی کو کھونے اور حقیر سمجھنے والے! قبر تو قبر تو اس دنیا ہی میں بھگت کر مرے گا۔ آخرت تو آخرت۔ تجھے مرتے ہی دم نکلتے ہی اور قبر میں پہنچتے ہی پتا لگ جائے گا کہ میں نے دنیا کی زندگی میں رہ کر کیا کمایا اور کیا کھویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ ارشاد باری ہے:

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (التکاثر)

بس اے غفلت بھرے خبردار ہو جا، اٹھ جاگ اور خدا سے دل لگا۔ اس کی عبادت کر، اس کے حکموں پر چل، شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل و جان سے پابند ہو جا۔ وہاں کی بنا، یہاں کی چھوڑ، دین کو بنا، دنیا کی چھوڑ۔ اپنے مال اور اس زندگی کی پونجی سے آخرت کا سامان خرید لے۔ جو کل وہاں تیرے مرنے کے بعد کام آسکے اور قبر وحشر میں سکھ وچین نصیب ہو اور اللہ تجھ سے راضی ہو جائے۔

نظم

بندگی حق کی کرو دن رات نفع زندگی
بندگی ہے، بندگی ہے، بندگی ہے بندگی
آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہو گی خجالت لاکلام

پرسش اعمال خالق جس گھڑی فرمائے گا
ملک و دولت جاہ و حشمت کچھ نہیں کام آئے گا
باپ بھائی، ماں بہن، فرزند و زن اور یار غار
عاشق و معشوق نوکر بندہ و خدمت گزار
کام آئے گا نہیں ہر اک جدا ہو جائے گا
بلکہ اِک اِک عضو دشمن جان کا ہو جائے گا
توبہ گناہوں سے کرو ہر وقت پہلے موت کے
ورنہ پیش آوے خرابی، سخت پیچھے موت کے
منزلِ مقصود پر کس طرح ہم پہنچیں گے آہ
حد سے زیادہ اپنے سر پر ہو گیا بار گناہ
اور ہزاروں سال کی راہ پل صراط پُرخطر
بال سے باریک ہے، تلوار سے ہے تیز تر
ہو سکیں جو کام اچھے آج کر لو مومنیں
کل نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہے نہیں
تندرستی ہے بڑی شے اس کو نعمت جانئے
زندگی بھر عبادت ہے غنیمت جانئے
کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آ گیا کچھ بات بن پڑتی نہیں
ہاتھ، پاؤں میں پھر یہ زور اور قوت کہاں
زباں میں یہ بات، اور آنکھوں میں یہ طاقت کہاں
ہے بڑھاپا بھی غنیمت، گر جوانی ہو چکی
یہ بڑھاپا بھی نہ ہو گا موت جس دم آ گئی

جو گیا ملک عدم کو، یاں نہیں آئے گا پھر
پنج روزہ زندگی، کوئی نہیں پائے گا پھر
ہے یہاں جن کا تکبر سے، دماغ افلاک پر
قبر میں سونا پڑے گا، ان کو فرشِ خاک پر
توبہ استغفار گناہوں سے کرو ڈرتے رہو
احکامِ الٰہی حق تعالیٰ کو ادا کرتے رہو

موت ہر جگہ ہر حال میں آنی ہے

اس سے بچ کر کوئی کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا۔

موت کو آنے سے لوہے کا سخت سے سخت دروازہ بھی روک نہیں سکتا یا مضبوط سے مضبوط قلعہ بھی اس سے بچا نہیں سکتا۔ بڑے سے بڑا لشکر بھی اسے اپنی پناہ میں نہیں رکھ سکتا، نہ مال و دولت نہ اہل و عیال، نہ دوست و رشتہ دار ہی اسے کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج ہی کوئی کام آ سکتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے وہ فرماتے ہیں:

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ط

(سورۂ نساء:۷۸)

"تم جہاں بھی چاہو رہو، موت تم کو وہیں آ پکڑے گی، خواہ کیسے ہی مضبوط قلعوں (اور بلند برجوں) میں جا رہو وہاں بھی موت ضرور آئے گی۔"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

(سورۂ احزاب، پارہ 21، رکوع 18)

"آپ فرمادیجئے اے نبی! لوگوں کو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگو گے، تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز فائدہ نہ دے گا۔"

تیسری جگہ فرمایا:

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

(سورۂ جمعہ: ۸)

"آپ فرمادیجئے کہ موت جس سے تم گریز (نفرت) کرتے اور بچتے ہو وہ تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے خدائے پاک کی طرف واپس لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتلایا جائے گا۔"

موت کو یاد رکھنا

اوپر کی آیات سے ثابت ہو گیا کہ موت ضرور آ کر رہے گی، کسی حال میں بھی ٹلنے والی نہیں۔ تو آدمی کو چاہئے کہ زندگی میں ہمیشہ اسے یاد رکھے اور اس کے لئے تیاری کرتا رہے کیونکہ اس کا ذکر کرنا اور اس کو یاد رکھنا بھی لذتوں میں کمی پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو یعنی یوں فرمایا کہ اس کے ذکر سے اپنی لذتوں میں کمی کیا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر سکو۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جانوروں کو موت کے بارے میں اتنا معلوم ہو جائے جتنا کہ تم لوگوں کو ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تم کو کھانے کو نہ ملے (یعنی موت کے خوف سے سب کمزور ہو جائیں)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے تو قیامت کے دن وہ شخص شہیدوں کے ساتھ اٹھے گا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص پچیس مرتبہ اللھم بارك لی فی الموت ومافی بعد الموت روزانہ پڑھ لیا کرے وہ شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

غرض ان سب فضیلتوں کا مطلب اور سبب یہی ہے کہ موت کا کثرت سے یاد کرنا اس دھوکا اور غرور کے گھر سے بیزاری اور بے رغبتی پیدا کرنا اور دل کا نہ لگانا ہے اور آخرت کے لئے تیار رہنے پر آمادہ کرنا ہے۔

موت سے غفلت کرنا، دنیا کی شہوتوں اور لذتوں میں اضافہ اور ترقی پیدا کرنا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دفعہ ایک مجلس پر گزر ہوا جہاں سے (لوگوں کے) زور زور سے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مجالس میں لذتوں کو توڑنے اور ختم کر دینے والی چیز کا تذکرہ شامل کرلیا کرو۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! لذتوں کو توڑنے والی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو یہ گناہوں کو زائل کرتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گزرے گی تو تم کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ اور کبھی لذت سے پانی نہ پیو۔ جو شخص موت کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور موت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے موت سے محبت نہیں ہے (بلکہ نفرت ہے) کیا علاج کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس مال

ہے؟ صحابی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ ہاں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو (اپنے لئے) آگے چلتا کر دو (یعنی اس کو اللہ کے راستہ پر خرچ کر کے اس کو اپنے لئے آخرت میں بھیج دو) آدمی کا دل مال میں پھنسا رہتا ہے۔ جب اس کو آگے بھیج دیتا ہے تو خود بھی اس کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے اور جب اس کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو خود بھی اس کے پاس رہنے کو دل چاہتا ہے۔

لہٰذا دوستو! موت آنے سے اور اس دن کے آنے سے پہلے پہلے کہ جس دن زبان بولنے سے، آنکھیں دیکھنے سے، کان سننے سے، ہاتھ پکڑنے اور پاؤں چلنے سے بیکار ہو جائیں گے چاہئے کہ اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کی خدا سے معافی مانگیں کیونکہ اس عمر بے وفا کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس لئے ہمارے لئے یہ آج ہی موقع ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے بد افعال پر شرمائیں اور گڑ گڑائیں۔ اس کے سامنے عاجزی وانکساری کریں اور اپنے گناہوں کے لئے توبہ واستغفار کریں۔

کیونکہ کل کو پھر بولنے کی طاقت نہیں ہو گی۔ جب تک اس مالک کا ان اعضائے بدن کو حکم ہے اس وقت تک یہ تمام تیرے خادم وخدمت گزار ہیں اور تیرے تابع وزیر فرمان ہیں۔ زبان بولتی ہے، آنکھیں دیکھتی ہیں، کان سنتے ہیں، ہاتھ پکڑتے اور پاؤں چلتے ہیں خواہ ان کو غلط چلائیں یا صحیح، یہ انکار نہیں کرتے اور یہ تیرے ساتھ خدا کی سی آئی ڈی بھی ہیں کہ کل قیامت کے دن تیرے سب کرتوت تجھ پر ظاہر کریں گے:

نیکی بدی تولیں وہاں
نامہ عمل کھولیں وہاں
جب ہاتھ پاؤں بولیں وہاں
جاتا رہے سارا بھرم

لہٰذا تجھے لازم ہے کہ آج یہ سب تیرے فرمانبردار ہیں تو ان سے رضائے الٰہی والے کام لے اور ان کو برے کاموں سے بچا تاکہ کل تیرے لئے باعث ندامت اور

شرمندگی نہ ہوں۔

نظم

آرزو دنیا و دیں کی دل ہی میں لے جائے گا
بات کرنے کی بھی فرصت پھر نہیں تو پائے گا
آنکھ سے تو دیکھ پڑھ لے ہو سکے جتنا قرآں
ہو۔نہ جائے اندھا کہیں، حکم خدا سے مہرباں
کان سے سن لے تو جتنا ہو سکے قرآں کتاب
ہو نہ جائے یکبارگی، اے یار تو بہرا شتاب
کر زباں سے روز و شب تو، ذکر مولا اے میاں
ہو نہ جائے گونگا کہیں، یکبارگی اے مہرباں
چل سکے پاؤں سے جتنا، جا خدا کی راہ میں
نفل پڑھ لے ہو نہ جائے، درد تیرے پاء میں
جو کہ دینا ہے کسی کو دے لے، اپنے ہاتھ سے
ہاتھ سے دینا بڑی نعمت ہے، اس کو جان لے
کر جوانی میں عبادت حق تعالیٰ کی مدام
ہار جائے گا بڑھاپے میں، بدن تیرا تمام

پس

اے پڑھنے سننے والے اس کتاب کے اب بھی بیدار ہو جا:

افسوس ہے اس بات پر . نہیں گور کا تجھ کو فکر
اٹھ جاگ جلدی ہوش کر دوست بھرا جاتے رہے

آنا نہ پھر ہو گا کبھی آئے نہیں حضرت نبی
کر پیشوا کی پیروی جو کچھ بتا جاتے رہے
اے یار کچھ سامان کر آج کل تیاری ہے سفر
رہنا تیرا ہو کس قدر جب مصطفیٰ جاتے رہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر اپنے عیبوں اور نافرمانیوں کو معاف کرا لے اور اپنی اس قیمتی زندگی کو یونہی اس دنیا کے بیکار دھندوں میں برباد نہ کر۔ ایسے وقت کو، صحت کو، فرصت کو، فراغت کو، مہلت، جوانی اور بقایا رہی سہی زندگانی کو غنیمت جان اور آخرت میں کام آنے اور ساتھ جانے والا خرچ جمع کر لے ورنہ پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو چھوڑ کر فانی چیز (دنیا) کو حاصل کرنے میں اپنی قیمتی عمر برباد نہ کر۔ یاد رکھ جس قدر لوگ دنیا کے حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں اور دین سے غفلت برتتے ہیں۔ اس کے بدلے قیامت کے دن اتنی ہی ذلت اٹھائیں گے۔

واقعات

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ چار باتوں میں میری موافقت کرتے اور عمل میں اس کے خلاف کرتے ہیں۔

اوّل کہتے ہیں کہ نحن عبید اللہ یعنی ہم اللہ کے غلام (بندے) ہیں اور آرزوؤں کا عمل کرتے ہیں۔

دوم: کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل ہے یعنی ذمہ دار ہے مگر دنیا کی چیزوں کے بغیر ان کے دلوں کو تسلی نہیں ہوتی۔

سوم: کہتے ہیں کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے
لیکن دنیا کے لئے مال و دولت جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لئے گناہوں کو جمع

کرتے ہیں۔

چہارم: کہتے ہیں کہ ہم ضرور (ایک دن) مرنے والے ہیں
لیکن وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے کہ مرنا ہی نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جس وقت موت کو یاد کرتے تو ان کے بدن سے لہو کے قطرے ٹپکتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب موت کا ذکر کرتے تو آپ کے بدن کے بند بند شکستہ ہو جاتے اور جب رحمت الٰہی کا ذکر کرتے...... تو از سر نو آپ کے جسم میں جان آتی۔

حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اے لوگو! اللہ کو یاد کرلو، اللہ کو یاد کرلو
عنقریب قیامت کا زلزلہ، پھر صور پھونکنے کا وقت آ رہا ہے اور (ہر شخص کی) موت اپنی ساری سختیوں سمیت آ رہی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو علماء کے مجمع کو بلاتے جو موت کا، قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔

ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا
ایک موت نے، دوسرے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔

اشعث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب بھی ہم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

کے پاس حاضر ہوتے تو جہنم کا اور آخرت کا ذکر ہوتا۔

ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنے گھر میں ایک قبر کھودی ہوئی تھی، ہر روز کئی بار اس میں سوتے اور کہتے کہ ایک گھڑی بھی میں موت کو بھلا دوں تو میرا دل سیاہ ہو جائے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب دل سخت ہو جائے تو تم اپنے اوپر چار چیزوں کو لازم کرلو:

اول: حق پرست اور نیک عالموں کی صحبت

دوم: مختصر مشاہدہ

سوم: قبروں کی زیارت

چہارم: موت کی یاد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں کو پکڑ کر پھر فرمایا: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب او کانک عابری سبیل وعد نفسك فی اصحب القبور (بخاری و مسلم شریف)

یعنی بخاری و مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح سے رہ کہ جس طرح سے مسافر رہتا ہے کہ وہ راہ چلتا ہوا مسافر سفر میں زیادہ بکھیڑا نہیں کرتا اور ہر دم اپنے وطن کو یاد کر کے سفر کے خرچ کی فکر میں رہتا ہے۔

پس اسی طرح سے مومن کو چاہئے کہ دنیا کو سرائے فانی جان کر اور بیہودہ حرص وہوا کو مار کر اپنے اصلی وطن سے کبھی غافل نہ ہو۔ ہر دم وہاں کا سامان کرتا رہے اور اپنے آپ کو قبر والے مردوں میں گن رکھے۔

یعنی موت کا بھولنا دنیا کی بہت بڑی پریشانی و مصیبت کا سبب ہے اور جس کو

موت یاد ہو اس کو پھر کوئی فکر نہیں رہتی اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ جب صبح ہو تو شام کا منتظر نہ ہو اور جب شام ہو تو صبح کی توقع نہ رکھے...... اور صحت کی حالت میں بیماری سے پہلے اور جوانی کی حالت میں بڑھاپے سے پہلے...... اور فرصت میں مشغولیت کے وقت سے پہلے جو عمل کرنا ہے سو کرلے تندرستی کو غنیمت جان، کہ بیماری میں پھر تجھ سے کچھ نہ ہوگا۔ اپنی اس زندگی میں موت کا سامان مہیا کرلے اور آنے والے وقت کے لئے توشہ آخرت جمع کرلے۔

موت کو یاد کرنے کا طریقہ

موت کو یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہمسروں اور ساتھیوں سے جو پہلے مر چکے ہیں ان کی موت سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور ان کو یاد کرکے سوچے کہ اب مٹی نے ان کے حسن و جمال کو خاک میں کیسا ملا دیا۔ ان کے اعضاء قبر میں جدا جدا ہوگئے ہوں گے۔ کیسی بے کسی کی حالت میں اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم چھوڑ گئے۔ ان کا مال و اسباب جاتا رہا، ان کا نام ونشان تک نہ رہا، ان کا وہ سب کروفر ختم ہوگیا...... ہائے اب قبر کا اندھیرا اور بس مٹی ہے۔

غرض اسی طرح سے ایک ایک شخص کو جدا جدا یاد کرکے سوچے کہ یہی حال ایک دن میرا بھی ہوگا۔

ان کی شکل وصورت کا تصور وخیال کرکے ان کی خوشی ان کا لذت و آرام، شان وشوکت ان کے ٹھاٹھ باٹھ، ان کی عیش وعشرت، ان کی رنگ رلیاں، ان کا بناؤ سنگھار اور مال کمانے کھانے کے لئے دن رات بھاگ دوڑ کرنی، ہر وقت پیسہ جمع کرنے کی فکر میں رہنا اور موت کو ہر دم بھولے رہنا یاد کرے اور یہ خیال کرے کہ وہ کیسے چلتے پھرتے تھے اب ان کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے تمام جوڑ ٹوٹ گئے ہوں گے، وہ کیسے بولتے اور کیسے کیسے ہنستے تھے، کیسے پان کھاتے، کیسے سگریٹ پیتے اور کیسے رنگ رنگیاں

کرتے تھے...... اب کیڑوں نے ان کی زبان...... اور خاک نے ان موتیوں کی لڑی جیسے دانت چاٹ لئے ہوں گے۔ ہائے وہ اپنے لئے ایسی ایسی تدبیریں نکالا کرتے تھے کہ سو برس تک بھی ان کی ضرورت نہ پڑے حالانکہ ان کے مرنے میں بہت ہی کم عرصہ تھا۔

ہائے ان کو یہ خبر نہ تھی کہ ہمیں کل کیا پیش آنے والا ہے موت ایسے وقت میں آئی کہ ان کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ ہماری یہ آرزوئیں اور دل کے ارمان پورے نہ ہوں گے۔

غرض جب یہ سب کچھ خیال کر چکے تو پھر اپنے نفس پر غور کرے اور سوچے کہ آخر ایک دن میرا بھی یہی انجام ہونے والا ہے۔

لہٰذا اس طرح سے موت کو یاد کرتے رہنا اور قبرستان جاتے رہنا، اور بیماروں کو دیکھنا اور جنازوں کے ساتھ جانا موت کو دل میں تازہ کرتا...... اور گناہوں سے بچاتا ہے:

موت انسان کو اگر دنیا میں یاد رہے
ہر رنج وغم سے ہر وقت وہ آزاد رہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے آدمیوں کے حال پر مجھے بہت تعجب آتا ہے۔

اول: جو دنیا کی محبت میں اور اس کے پیچھے دن رات دیوانہ بنا رہتا ہے اور دین کے سب کاموں کو بھول جاتا ہے باوجود اس بات کے کہ وہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مجھ کو ایک دن ضرور مرنا ہے۔ ایک روز موت ضرور آئے گی...... اور یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

دوم: وہ جو اتنا غافل ہو گیا ہے کہ وہ کچھ سوچتا ہی نہیں جو اس کے جی میں آتا ہے کرتا ہے اور جہاں چاہے جاتا ہے اور ہر طرح کی بے ہودگی کے کام کرتا ہے۔ باوجود

اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ دو فرشتے کراماً کاتبین دونوں کندھوں پر بیٹھے ہوئے نیکی و بدی کے ہر کام کو ہر وقت لکھتے رہتے ہیں، اور ہر روز کا نامہ اعمال درگاہِ الٰہی میں پیش کرتے ہیں۔

سوم: وہ جو ہمیشہ بے غم و بے فکر رہتا ہے، نہ اسے دنیا کی فکر اور نہ آخرت کی۔ حیوانوں کی طرح سے دن رات کھاتا پیتا رہتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ بہت بیزار ہے جو جانوروں کی طرح سے زندگی گزارتا ہے۔

اے بے خبر حیات کا کیا اعتبار ہے
ہر وقت موت سر پر بشر کے سوار ہے

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے جو یہ تین کام کرے

اول: دنیا سے دستبردار ہو جائے۔ پہلے اس سے کہ دنیا خود اس سے دست بردار ہو۔

دوم: قبر کی آبادی کا انتظام کرے۔ پہلے اس سے کہ قبر میں جانے کا دن آ جائے۔

سوم: اللہ تعالیٰ کو خوشنود کرے۔ پہلے اس سے کہ اس کے دیدار سے مشرف ہو۔

لٰہذا اے دنیا کے رہرو! آہ!

کس قدر موت سے غافل ہے تو! سن اور یاد رکھ! ضرور ایک نہ ایک دن تو موت کے منہ میں جائے گا اس لئے تو آج اپنی زندگی میں اپنا غم آپ کھا یعنی موت آنے سے پہلے قبر اور آخرت میں کام آنے والا سامان مہیا کر لے کیونکہ تیرے مرنے کے بعد تیرے خویش و اقارب، دوست و رشتہ دار تیرا کچھ غم نہ کھائیں گے۔ اپنی طمع و لالچ اور حرص و ہوس کی وجہ سے تیرے ہی مال میں سے تیرے لئے خیرات تک نہ کریں گے اور تجھے ایصال ثواب اور فاتحہ درود تک نہ پہنچائیں گے۔ اگر تجھے یہ اب تک یقین نہیں تو میں تجھے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا اور ضرور ایسا ہو کر رہے گا لٰہذا تو اب

بھی سمجھ جا اور اپنی زندگی میں کچھ کر کما لے:

اب زندگی کا راج ہے کر لے جو کرنا آج ہے
جب مر گیا محتاج ہے پھر تو نہیں مختار ہے

اک دن ہتھیں کر دفن پیارے آپ گھریں مڑ آون
اپنے کماں خاطر روون، تینوں یاد نہ لیاون
پچھوں مال تیرے دے اتے وارث قبضہ پاسن
کدی نہ قبر تیری تے جا کے فاتحہ ہتھ اٹھاسن
آ بن بندہ نہ ہو گندہ نہ بنھ گٹھڑی بھاری
نیک بیوپار لیں کر پیارے بن کے نیک بپاری

تو اے بھائی! اب تیرے ہاتھ میں دولت ونعمت ہے لہٰذا تو اس کو دل کھول کر خدا کی راہ میں دے دے، اس کو نیک کاموں میں لگا دے کیونکہ آج یہ مال و دولت تیرے قبضہ میں ہے، تیرے مرنے کے بعد یہ مال و دولت تیرے تابع فرمان نہ ہوگا۔ ادھر تیرا دم نکلے گا اور ادھر تیرا مال غیروں کا ہو جائے گا اور پھر تجھے کسی قسم کی مدد یا مہلت بھی نہ مل سکے گی لہٰذا اس دن کو یاد کر لے آج رو لے:

اب وقت کھیتی بون کا موسم ہے پیدا ہون کا
پھر وقت آوے رون کا جب مرمرا جاتے رہے

یاد رکھو!

اس دنیا سے وہی شخص بامراد ہو کر جاتا ہے جو اپنے جیتے جی اپنی زندگی میں نیک اعمال کر کے اپنی قبر اور آخرت کے واسطے اپنے ساتھ اعمال صالح کا توشہ لے جاتا ہے۔ بلا اس کے وہاں کوئی آرام، چین اور سکھ نصیب نہ ہوگا۔

پس اے بھائیو!

میری گزارش ہے کہ اس دنیائے بے وفا کی محبت چھوڑ کر اپنے دل کو اس کی

طرف سے موڑ کر...... اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کرو اور ہر گھڑی اس کے حکموں پر چلو اور کوشش اور فکر اس بات کی کرو کہ جس طرح بھی ہو سکے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہو جائے۔ دل پاک اور زندہ ہو جائے...... بدن کو آراستہ کرنے سجانے بنانے اور ظاہر کو سنوارنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ جس طرح سے صاحب قبر یعنی مردہ کو اس کی قبر پر نقش ونگار کرنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہے۔

اسی طرح سے ظاہر کے بنانے اور سنوارنے میں کچھ نہیں رکھا۔

بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ لوگوں کی نظر کے سبب ان کو دکھلانے کے لئے تو اپنے ظاہر کو صاف ستھرا اور سجایا بنایا جائے...... لیکن باطن کو جو خاص نظر گاہِ خداوندی اور اس کی جلوہ گاہ ہے، اسے ناپاک رکھا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ گویا آپ مخلوق کو خالق سے بڑا مانتے ہیں...... یاد رکھئے:

قیامت کے دن وہی دل نجات اور امن کی جگہ پائے گا جو دل ”قلب سلیم“ یعنی خدا تعالیٰ کا پورا پورا فرمانبردار ہوگا۔ دنیا کی محبت سے حسد وبغض سے شرک اور بدعت سے خالی ہوگا اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پابند ہوگا۔

انسان کی آخری آرام گاہ

بظاہر ایک مٹی کا ڈھیر، لیکن عبرت کا مقام

آپ کا کبھی نہ کبھی تو قبرستان جانا ہو ہی جاتا ہے۔ اگر اپنی موت کو یاد کرنے اور اپنے بزرگوں کی دعائے مغفرت اور فاتحہ کے لئے بھی نہیں جانا ہوتا۔ تو جس دن کوئی بڑا آدمی مر جاتا ہے اس دن تو آپ کے لئے ضروری ہے جانا اور نام کے لئے شکل دکھانا، وہاں آپ اللہ کے لئے اور ثواب سمجھ کر نہیں جاتے بلکہ دنیاداری اور ریاکاری کی وجہ سے جاتے ہیں کہ اگر ہم اس کے نہ گئے تو پھر یہ ہمارے نہیں آئیں گے۔

بہر حال یہاں یہ بات عرض نہیں کرنی بلکہ یہاں بات وہ عرض کرنی ہے جس کا

اس کتاب سے جوڑ ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے قبرستان جا کر تھوڑے فاصلہ پر مٹی کے ڈھیر دیکھے ہی ہیں (جن کو اپنی زبان میں قبریں کہا جاتا ہے) یہ مٹی کے ڈھیر نہیں ہیں بلکہ یہ ہمارے ہی جیسے انسانوں کی اور ہمارے ہی بھائیوں کی قبریں ہیں جو ہم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

یہ آرام گاہیں ساری کی ساری بظاہر مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں لیکن اندر سے ان کا حال ایک جیسا نہیں۔ جس طرح سے گوشت پوست تو سب آدمیوں میں مشترک ہوتا ہے لیکن گوشت اور پوست کے ان ڈھانچوں میں کتنے غمگین ہوتے ہیں اور کتنے خوش، کئی بیمار اور کئی تندرست، اسی طرح سے یہ قبریں بظاہر مٹی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں لیکن یاد رکھو! ان کے اندر حسرت ہی حسرت اور عذاب ہی عذاب ہے اور کوئی ان میں جنت کا باغ ہوتی ہے...... اور کوئی جہنم کا گڑھا۔ ان کے اوپر پتھروں پر طرح طرح کی گلکاریاں مگر اندر بلائیں اور آگ کے شعلے...... قبروں پر بظاہر یوں تو کیسا سکون معلوم ہوتا ہے لیکن اندر بڑے بڑے فتنے ہیں۔

ثابت بنانی کا واقعہ

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی قبرستان سے گزر رہے تھے پیچھے سے ایک آواز آئی کہ اے ثابت بنانی! قبروں کے ظاہری سکون کو دیکھ کر کہیں دھوکا میں نہ آ جانا...... کیونکہ ان کے اندر بہت لوگ مغموم اور رنجیدہ ہیں۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

غرض قبر ایسی نصیحت کرتی ہے کہ کسی واعظ کے وعظ اور تقریر کی ضرورت باقی نہیں رہتی...... قبر ہر اس کے پاس سے گزرنے والے کو پکار کر کہتی ہے کہ اے زمین پر اکڑ کر چلنے والے!

اپنے زمانہ کے ان لوگوں کو ذرا دیکھ جو گزر گئے ہیں اور ان کی شکل و صورت کا

خیال کر کہ وہ دنیا میں کس شان وشوکت سے رہا کرتے تھے۔اب سوچ کہ قبر میں ان کی کیا حالت ہوگئی ہوگی۔ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو کر گل سڑ گئے ہوں گے۔گوشت پوست، آنکھ، کان اور زبان میں کیڑے پڑ گئے ہوں گے اور انہوں نے کھا چاٹ کر سب برابر کر دیا ہوگا۔اپنے جی میں ذرا تو فکر کر کہ تو بھی انہیں جیسا ہے اور تیری غفلت وحماقت بھی انہی جیسی ہے۔نیک بخت تو وہ ہے کہ جو دوسروں کا حال دیکھ کر عبرت ونصیحت پکڑے۔

اے غافل! اے وہ شخص جو بھول کر بھی خدا کو یاد نہیں کرتا...... ایک روز جلد یا دیر سے تیرا نام بھی زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دیا جائے گا۔یہی تیرے گھر والے اور دوست واقرباء تجھے بے یار ومددگار اسی تنگ وتاریک مکان میں اکیلے کو بند کر کے اوپر سے مٹی ڈال کر چھوڑ کر خود گھر کو چلے آئیں گے۔کسی کو مطلق یہ خیال ہی نہ ہوگا کہ تم اس اندھیری کوٹھڑی میں گھبرا جاؤ گے یا تمہارے نیچے نرم بستر یا تکیہ نہیں ہے۔ان کو بالکل تمہاری مصیبت وپریشانی کی کوئی پروا نہ ہوگی اور نہ تمہیں کسی طرف سے وہاں ہوا لگے گی اور نہ وہاں تمہارا کوئی مونس وغم خوار ہوگا کہ جو تمہارا دل ہی بہلا سکے اور نہ وہاں کے عذاب سے بچانے والا تمہارا کوئی حمایتی ہوگا۔

غرض وہ مکان چاروں طرف سے بند اور پرخطر ہے۔تھوڑے دن تمہارا ماتم کرنے اور رونے دھونے کے بعد تمہارے ماں باپ، بیوی بچے، بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست ویار ہمیشہ کے لئے، اس طرح سے خاموش اور بھول جائیں گے کہ جس طرح کہ تمہارا کوئی ان سے کبھی تعلق ہی نہ تھا۔

اس لئے بھائیو! آپ سے یہ مخلصانہ عرض ہے کہ وہاں کے لئے آج ہی سے فکر اور تیاری کرو، انسان دنیا کے گھر بنانے اور سنوارنے میں دن رات کیا بلکہ ساری عمر خرچ کرتا ہے۔یہ گھر آج نہیں تو کل، ایک نہ ایک دن ضرور اجڑے گا۔انسان کے آباد

کرنے سے یہ آباد نہیں رہ سکتا لیکن اس گھر کا کبھی بھولے سے بھی فکر نہیں کرتا جس میں
اس کو ہمیشہ رہنا ہے اور جس کی طرف انسان تیزی سے دوڑتا ہوا چلا جا رہا ہے......
انسان اس گھر کے بنانے میں ساری عمر صرف کر دیتا ہے جس کا نفع غیروں کو پہنچے......
لیکن افسوس اس گھر کی طرف کبھی دھیان اور توجہ ہی نہیں دیتا جس میں اس نے ہمیشہ
رہنا ہے۔ اس کو چاہئے تھا کہ

درکار ہے نہ قصر نہ جاگیر چاہئے
عبرت سرائے گور کی تعمیر چاہئے

دنیا راہ ہے......اور عقبیٰ منزل
اور قبر عقبیٰ کا پہلا دروازہ ہے...... جو کوئی اعمال صالح کی پونجی لے کر اس
دروازے سے داخل ہوگا تو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے فرشتے گرم جوشی کے ساتھ اس کا
استقبال کریں گے، قبر میں حشر تک آرام سے سویا رہے گا۔
پھر حشر کے دن اس کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے
راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا......اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جیسا
کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (۴:۱۳)
کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نیکیوں کی پونجی لے کر اس منزل (یعنی قبر) میں
داخل ہوتے ہیں......اور جو لوگ بد اعمال کا ذخیرہ جمع کر کے لے جاتے ہیں تو ان کے
لئے قبر جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔ وہ عذاب دیکھ کر پھر پچھتاتے ہیں لیکن وہاں کا
پچھتانا پھر کس کام کا۔ حاصل یہ کہ قبر دنیا کی کھیتی کا کھلیان ہے۔

اور مقام عبرت ہے
لہٰذا اے بھائی، اے دوست!
اے اس کتاب کے پڑھنے سننے والے!
اب بھی خبردار ہو جا...... پہلے اس کے کہ موت کے بعد تجھے بیدار کیا جائے گا:

آہ اک دن مرنا بھی ہم کو ہے ضرور
سب کو جانا ہے مولا کے حضور

واقعات

مجاہد کہتے ہیں کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس وقت اس کے ہم مجلسوں اور ہم نشینوں کی صورتیں اس کے سامنے آجاتی ہیں۔ اگر اس کا بیٹھنا اٹھنا نیک لوگوں کے پاس ہوتا ہے تو اس کے یہ یاروں، دلداروں کا مجمع (جن میں وہ دن رات رہتا اور دوستی رکھتا تھا) سامنے لایا جاتا ہے اور اگر اس کا تعلق بُرے فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ لوگ اس وقت اس کے سامنے لائے جاتے ہیں...... (حضرت یزید بن شجرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بات نقل کی گئی ہے)

تو اے دوست اپنا بیٹھنا اٹھنا تو ابھی سے نیکوں کے پاس کر لے اور نیکوں جیسی اپنی شکل وصورت اور سیرت بنا لے تاکہ تیرا انجام بخیر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ربیع بن برہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عبادت گزار آدمی بصرہ میں رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مرنے لگا تو لوگ اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے اور اس کی زبان سے یہ نکل رہا تھا کہ (شراب کا گلاس) تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔ اسی طرح سے کہتا ہوا مر گیا۔

اہواز (ایک جگہ کا نام ہے) میں ایک شخص کا انتقال ہو رہا تھا تو لوگ اس کو لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور وہ اپنی ہی دھن میں مست کچھ بک رہا تھا۔

دانا اور عقلمند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دانا (عقلمند) وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے۔

اور نادان (بے عقل) وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی تابعداری کرے اور اللہ تعالیٰ سے بے بنیاد امیدیں رکھے۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دانا و عقل مند وہ نہیں ہے جو اپنے آپ کو عقل مند سمجھے...... یا دنیا والے اسے دانا و سمجھدار سمجھتے ہوں۔

دانا وہ ہے جو خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں دانا و عقلمند ہو اور خدائے تعالیٰ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں عقلمند اور دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ اس کو برائی اور بری خواہشات سے روکے رکھے اور ہر وقت اس کا محاسبہ کرتا رہے اور کسی وقت بھی اس کی نگرانی سے غافل نہ ہو کہ وہ اپنی من مانی اور جی چاہی کرنے لگے اور خدا کی بتائی ہوئی حدوں کو توڑ کر آزاد ہو جائے اور وہ شخص ہر وقت آخرت کی زندگی کو سامنے رکھ کر موت کے بعد والی زندگی کی فکر رکھ کر اس کو سنوارنے اور بنانے اور وہاں کی کامیابی کی تیاری کرتا رہے۔

اور خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں نادان اور بے وقوف وہ شخص ہے جو اپنی زندگی کی باگ ڈور اپنے نفس کے ہاتھ میں دے دے اور دن رات اپنے نفس ہی کی خواہشات پوری کرنے میں لگائے اور پھر خدا کے فضل وکرم کی بے بنیاد امیدیں رکھے یعنی پوری زندگی تو نافرمانیوں اور من مانیوں میں گزار دے اور صرف زبانی جمع خرچ اور آرزو سے جنت کا طالب رہے۔ یقیناً ایسا شخص ٹوٹے اور خسارے میں رہنے والا ہے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ (جو مشہور اکابر صوفیاء میں سے ہیں) انتقال کے وقت بہت ہی گھبرا رہے تھے کسی نے عرض کیا کہ آپ جیسے بزرگ اور ایسی گھبراہٹ، اس سے پہلے تو ایسا حال آپ کا کبھی نہ ہوتا تھا۔ فرمانے لگے، سفر بہت لمبا ہے، توشہ خرچ پاس نہیں ہے، کبھی اس سے پہلے اس کا راستہ نہیں دیکھا۔ آقا اور سردار کی زیارت کرنی ہے۔ کبھی اس سے پہلے زیارت نہیں کی۔ ایسے خوفناک منظر دیکھنے ہیں جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے نہیں۔ مٹی کے نیچے اکیلے کو قیامت تک رہنا پڑے گا۔ کوئی مونس پاس نہیں اور کوئی ساتھی ساتھ نہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جناب میں کھڑا ہونا ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر وہاں سے یہ سوال ہو گیا کہ حبیب! ساٹھ برس میں ایک تسبیح بھی ایسی پیش کر دے جس میں شیطان کا کوئی دخل نہ ہو، تو اس کا کیا جواب دوں گا؟ اور یہ حال اس پر تھا کہ ساٹھ برس کی زندگی میں ان کا دنیا سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا۔ ایک ہم ہیں کہ جو کسی وقت بھی دنیا تو در کنار، گناہوں سے بھی خالی نہیں ہوتے اور دن رات ہر وقت شیطان ہی کی خوشامد میں لگے رہتے ہیں۔ اپنے نفس کو اتنا سر کر رکھا ہے کہ وہ کسی وقت بھی خدا کی طرف آنے اور موت و قبر کی سوچنے کو تیار ہی نہیں تو آپ خود ہی سوچ لیجئے اور ان سب واقعات کے بعد فیصلہ کر لیجئے کہ ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم کو اپنے مرنے اور قبر میں جانے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے کی فکر ہی نہیں۔ وقت آخر دنیا سے رخصت ہونے کی بے بسی و بے کسی۔ موت کی سختی و نزع کی تلخی، قبر کی تنگی و تاریکی، منکر و نکیر کی دہشت، پل صراط (جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے) سے گزرنے کی مسافت قیامت کی خوفناک گھڑی اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کا ہم کو فکر و خیال نہیں۔ یہ سب منزلیں نہایت تلخ اور سخت کٹھن ہیں۔ جو عنقریب ہم سب کو ان سے دوچار ہونا اور واسطہ پڑتا ہے باوجود اس کے ہماری یہ حالت اور غفلت کی حد ہو گئی ہے

کہ ہمیں کوئی رنج وملال نہیں کوئی صدمہ وغم نہیں کہ ہمارے ساتھ کل (مرنے کے بعد قبر وحشر میں) کیا ہونے والا ہے:

در پیش سب کے واسطے یہ منزل عجیب ہے
امیدیں بڑی بڑی اجل عنقریب ہے

آخر کلام اور دعا

اللہ تعالیٰ کے حضور میں

اے اللہ! میں خاطی ہوں، خطا کار ہوں، میری خطاؤں کو معاف فرما۔

الٰہی! میں سیاہ کار ہوں میری سیاہ کاریوں کو معاف فرما۔ اے مولا! میں مجرم ہوں، گناہگار ہوں تو میرے گناہوں کو معاف فرما۔

اے آقا! مجھ سے تیرا حق عبادت ادا نہ ہو سکا، تمام عمر میں غفلت میں پڑا رہا اور تیری نمک حرامی کرتا رہا اور اپنی من مانی جی چاہی گزارتا اور تیری نافرمانی کرتا رہا، الٰہی میرے اس جرم عظیم اور قصور کو معاف فرما۔

اے کریم! میں اپنے گناہوں اور قصوروں پر نادم اور شرمسار ہوں تو میری اس شرمساری کو قبول فرما۔

الٰہی! میں ظاہر میں لوگوں کو نصیحت کرتا رہا اور باطن میں اپنے نفس کے ساتھ کھوٹا پن کرتا رہا۔

اے مولا! میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو کھوٹ اور خرابیاں کی ہیں، میں ان کو اس کے بدلہ میں کہ میں تیری مخلوق اور بندوں کو نصیحت کرتا رہا، معاف فرمادے۔

الٰہی! تو ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے، میرے عیبوں اور گناہوں کی پردہ داری فرما۔ دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی سے بچا۔ الٰہی! جو مجھ سے جان بھول کر، یا جان بوجھ کر غلطیاں اور نافرمانیاں ہوئیں اپنے فضل وکرم سے تو ان سب کو معاف

فرما۔

اے میرے مالک مجھے رسوا نہ کر ہے میرے حال کی تجھ کو خبر

اے اللہ تو ہم سب کو غلط راستہ سے بچا کر صراط مستقیم، سیدھے راستہ پر چلا۔

ہمارا جینا اور مرنا خالص تیرے لئے ہو۔

ہمارے سب کام اور ارادے تیری ہی مرضی اور رضا کے تابع ہوں

اے مالک حقیقی!

ہم میں اخلاص پیدا فرما کہ ہم جو بھی کام کریں وہ خالص تیرے ہی لئے کریں اور اس میں دنیا کا کوئی دکھاوا نہ ہو بلکہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا کرنا، ان کی فرمانبرداری کرنا اور تیری خوشنودی حاصل کرنا ہمارا مقصد ہو، ہمیں اس راستے پر چلا جس پر تو راضی اور خوش ہو۔ الٰہی اسلام کو غلبہ اور مسلمانوں کو عزت وسربلندی عطا فرما۔ دنیا کی بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات دے۔

اے اللہ ہم سچے دل سے یہ اقرار کرتے ہیں، ہمارا یہ یقین وایمان ہے کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو ہی ہمارا مشکل کشا ہے اور تو ہی ہمارا حاجت روا ہے۔

اے آقا! تو ہی دنیا و آخرت میں ہماری مرادوں کو پورا کرنے والا ہے۔ ہماری سب مرادوں کو پورا اور مشکلوں کو آسان فرما۔

الٰہی! ہمیں بخش دے، ہماری غلطیاں معاف فرمادے، تجھ جیسا اور کوئی نہیں، ہم تجھ سے تیری بخشش اور رحمت کے طالب ہیں، تو ہمیں معاف فرما، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ ہمارا خاتمہ اسلام پر ہو، اپنی رضا و خوشنودی نصیب فرما۔ ہمیں عذاب قبر سے بچا۔ الٰہی ہماری اور ہمارے والدین کی مغفرت فرما۔ ان کی لغزشوں کو معاف فرما۔ ان کے درجات بلند فرما۔ ان سے راضی اور خوش ہو جا۔

الٰہی ہماری اولادوں کو نیک بنادے۔ ان کو ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔

ان کو راہ ہدایت پر لگادے۔

الٰہی! ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں اور عذاب سے محفوظ فرما۔ ہمارے سب بھائیوں، دوستوں اور دشمنوں کو دین اسلام کی سمجھ بوجھ عطا فرما۔ الٰہی ہم سب کو گمراہی سے بچا اور ہدایت نصیب فرما

آمین یا اله العالمین

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ واسئلك اليسر والمعافات في الدنيا والاخرة ط اللهم اعف عني فانك عفو كريم ط

خادم، محمد اسمٰعیل عفی عنہ غفر اللہ تعالیٰ،

مسجد شاہی مالیر کوٹلہ

ذی الحجہ 1495ھ، دسمبر 1977ء

مناجاتِ بارگاہِ الٰہی

ربنا یا ربنا یا ربنا کرے تو مقبول، اب میری دعا
میری توبہ کر لے مقبول اے خدا اور دے تو میرے گناہوں کو مٹا
توبہ کی اب میں نے اے پروردگار کل گناہوں سے ہوں میں شرمسار
ہے ٹھکانا آخر سب کو تیری طرف ہو گا جانا آخر سب کو تیری طرف
موت دے یارب مجھے اسلام پر اور مجھ کو نیکوں کے تو ساتھ کر
مجھ پہ یارب اور میرے ماں باپ پر تو نے جو احساں کئے ہیں سر بسر
مجھ کو دے توفیق ان کے شکر کی اور اچھے کاموں کی توفیق بھی
ہوں ہمارے گھر کے سب اہل وعیال نیک بخت و نیک کار و نیک حال
سب گناہوں کو تو میرے بخش دے خواہ بے قصد ہوں یا قصد سے
یارب بخش دے اور کر دے معاف کل گناہوں سے مجھے کر پاک وصاف
آخرت میری جو ہے اصلی مکاں ایک دن آخر کو جانا ہے جہاں
ٹھیک رکھ ان سب کو رب العالمین میری دنیا، میری آخرت، میرا دین
اور میری زندگی کو اے خدا نیکیوں کے بڑھنے کا باعث بنا
موت ہو میری سبب آرام کا لے مجھے ہر اک برائی سے بچا
فتنہ نار و عذابِ نار سے اور دوزخ کے ہر اک عذاب سے
فتنہ قبر و عذابِ قبر سے اور زبردستوں کے قہر و جبر سے
بعد مرنے کے مجھے راحت ملے اور تیرے دیدار کی لذت ملے

اچھا جینا، اچھا مرنا کر نصیب
جب ہو میری عمر کا وقت اخیر!
تنگدستی سے بڑھاپے کی بچا
میری اچھی عمر ہو، عمر اخیر
سب سے اچھے ہوں مرے پچھلے عمل
جب تک جیتا رہوں میں اے خدا
یاالٰہی عیبوں کو میرے چھپا
حشر کے دن کریو نہ مجھ پر عذاب
جینا مرنا، اور مرا سب کاروبار
میرے ساتھ آسانی اور احسان کر
عیش تو یارب ہے عیش آخرت
یاالٰہی اپنی ساری حاجتیں
قبر کے فتنوں سے مجھے یارب بچا
اور جب مر جاؤں مجھ پر رحم کر
خاتمہ بھی ہو میرا اسلام پر
اے میرے مولا تو بخش میرے گناہ
مغفرت میرے گناہوں کی تو کر
قبر کی وحشت کو مجھ سے دور کر
پیشوا میرا ہو قرآنِ عظیم
تو نے جن کاموں کے کرنے کو کہا
اور روکا تو نے جن اعمال سے
اب تو جو ہونا تھا مجھ سے ہو چکا

حق یہ ثابت رکھ ہمیشہ اے مجیب
دستگیری کرنا میرے دستگیر
دے مجھے روزی زیادہ اے خدا
فضل و رحمت سے ترے اے دستگیر
سب سے اچھا وقت ہو وقت اجل
مجھ کو گمراہی کے فتنے سے بچا
خوف سے دل میرا تو کر دے رہا
اس دن کے دکھ سے بچا روز حساب
ہیں تیرے ہی واسطے اے کردگار
میری ہر مشکل کو تو آسان کر
دے مجھے وہ عیش اور مغفرت
پیش کرتا ہوں تری درگاہ میں
ہر جگہ تو مجھ کو کر راحت عطا
اور میری مغفرت کہ سربسر
کر مجھے یارب فدا اسلام پر
دے مجھے اپنے عذابوں سے پناہ
ٹھیک کر دے کام میرے سربسر
اس اندھیرے گھر کو تو پرنور کر
اس کے باعث مجھ پہ رحم کر اے رحیم
میں انہی کاموں سے ہر دم غافل رہا
رات دن مجھ سے وہی ہوتے رہے
کانٹے اپنی راہ میں، خود بو چکا

کر چکا خود ظلم اپنی جان پر — اپنے ہاتھوں لٹ چکا میں سربسر
رحم فرما الٰہی میرے حال پر — اور دوزخ سے بچا دے سربسر
میں ہوں جس رنج و بلا میں مبتلا — دے رہائی مجھ کو اس سے اے خدا
کر ہر اک حالت میں تو میری مدد — ہو میرے ہر کام میں تیری مدد
میرے دشمن اور مخالف جتنے ہیں — سب کو کرتا ہوں حوالے تیرے میں
اہل اچھے ہوں میرے اچھا ہو مال — اور اچھے ہوں میرے سب اعمال
اور اچھی ہو میری اولاد بھی — آنکھیں جن سے ٹھنڈی خوش ہوں میری
انت حسبی انت ربی یا جلیل — انت کافی انت شافی لی نعم الوکیل
جتنے دشمن اور حاسد ہیں میرے — مجھ پہ ہنسنے کا انہیں موقع نہ دے
موت کی سختی میں اور سکرات میں — جب لگا رہتا ہے شیطاں گھات میں
ہو الٰہی تو مددگار و معین! — مجھ پہ غالب ہو نہ جائے وہ لعین
مرتے دم یارب میری امداد کر — اور جہنم سے مجھے آزاد کر
سب گناہوں سے تو کر دے درگزر — اور مجھ پر رحم اے رحمان کر

مراقبۂ موت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ — بہر سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا؟ — گنج و سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا؟
قصر عالی شان بھی بنوایا تو کیا؟ — دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا؟

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے پہلواں کیا کیا پچھاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ تیرا ہائے بے خبر ہونے کو ہے ہائے یہ غفلت تری، سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ، سفر ہونے کو ہے ختم بس، ہر بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطان ہیں خنجر در بغل وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل باز آ تو باز آ، اے بد عمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یک لخت آ پہنچے جو سر پر اجل پھر کہاں تو، کہاں دارالعمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل
تجھ کو غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں کھا نہ دھوکا عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں کچھ نہیں اس کا بھروسا کچھ نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن   قبر میں ہو گا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن   اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار   دل لگا اس سے نہ غافل، خبردار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار   ہوشیار اے غفلت بھرے ہوشیار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز   ہے یہ دور جامِ مینا چند روز
دارفانی میں، ہے رہنا چند روز   اب تو کر لے کارِ عقبیٰ چند روز

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم   چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم   دفعۃً اک روز وہ جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور   جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور   قبر میں میت اترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی تجھ پر اک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بزم عالم میں فنا کا دور ہے جائے عبرت ہے مقامِ غور ہے
تو ہے غافل یہ تیرا کیا طور ہے بس کوئی دن زندگانی اور ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سرکشی زیرِ فلک زیبا نہیں دیکھ جانا ہے تجھے زیرِ زمیں
جب تجھے مرنا ہے حق الیقیں چھوڑ کر فکر این و آں، کر فکر دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ایسی غفلت، یہ تیری ہستی نہیں دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے، یہ بستی نہیں جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ، تو آرام کر مال حاصل کر، نہ پیدا نام کر
یادِ حق دنیا میں، صبح و شام کر جس لئے آیا ہے، تو وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث رہ گزر کو گھر بنانا ہے عبث

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش و عشرت کے لئے انساں نہیں یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں بندگی کر تو، اگر ناداں نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسینوں کی یہ چٹک اور یہ مٹک دیکھ کر نہ ہرگز رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ، ہاتھ اپنا جھٹک بھول کر بھی نہ پھر پاس ان کے پھٹک

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا عالم فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ زہریلا سانپ ہے ڈس جائے گا رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا انه قد فاز فوزا من نجا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن گو ہے یہ دارِ محن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن چھوڑ غفلت، عاقبت اندیش بن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تیری غفلت ہے، بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیشِ نظر رکھ ہر گھڑی پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

گرتا ہے دنیا پہ تو، پروانہ وار گو تجھے جینا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حیف دنیا کا ہوا پروانہ تو اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروا نہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود ہزاروں کئے زیرِ زمیں پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں کچھ تو عبرت چاہئے اے نفسِ لعیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیرِ حق سے قلب کو بیزار رکھ موت کا ہر وقت انتظار رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو یاد رکھ! ہر وقت غافل موت کو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنی تو اوقات کر
رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر ذکر و فکر ہر دم تو دن رات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کر نہ پیری میں تو غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار کر بس اب اپنے کو مردوں میں شمار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اور تیری مجذوب حالت یہ سن ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن کس کمر در پیش ہے منزل کٹھن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عبرت نامہ

ہے جلوہ گر وہ جابجا ذاتِ مقدس کبریا
جس کی بشر کہہ کر ثناء بے انتہا جاتے رہے
آدم سے اب تک جس قدر پیدا ہوئے دخت و پسر
جب کر چکے عمریں بسر ہو کر فناء جاتے رہے
عالم سبھی مہماں سرا ٹھہرا نہیں کوئی اس جا
مانی قضا ہو کر رضا آدم حوا جاتے رہے
کر غور میری بات پر کر نظر اپنی ذات پر
کچھ دن یہاں ملاقات کر سب انبیاء جاتے رہے

☆☆☆☆☆

حضرت خلیل اللہ نبی کامل سخی عاشق ربی
کوشش جو راہِ حق میں کی کعبہ بنا جاتے رہے
تھے جو پیغمبر زکریا سر پر عشق آرا دھرا
منظور کر امر رضا صابر بلا جاتے رہے
اب بات سن لقمان کی صاحب علم عرفان کی
حکمت نہ کی اپنی جان کی سب کو ڈیرا جاتے رہے
نمرود اور فرعون کا دعویٰ خدائی کا ہوا
اصلی خدا باقی بقا وہ بے حیا جاتے رہے
نوشیرواں عادل ہوا حاتم سخی کامل ہوا
رستم بہادر دل ہوا آئی قضاء جاتے رہے

اب حال سن شداد کا بے داد بے بنیاد کا
ظلمت کدہ جنت بنا دیکھے سوا جاتے رہے
قارون جمع کر مال و زر عاشق ہوا دولت اوپر
حاصل کیا دوزخ سقر اندر سزا پاتے رہے

☆☆☆☆☆

اے یار کچھ سامان کر آج کل تیاری ہے سفر
رہنا تیرا ہو کس قدر جب مصطفیٰ جاتے رہے
اہل سخا والا گھر صدیق اکبر ذی قدر
عثمانِ غنی عادل عمر شیر خدا جاتے رہے
آلِ نبی کو یاد کر حسنین محسن یاد کر
اصحاب سب خیر البشر صلی علیٰ جاتے رہے
خستہ جگر حضرت حسن شبیر بے گور و کفن
ہو کر شہید خستہ تن تیغ جفا جاتے رہے
لخت جگر شاہِ امم صاحب شرم صاحب کرم
جب حکم پہنچا لاجرم خیرالنساء جاتے رہے
جن کو ملا ایسا حسن نازک بدن خوش گل چمن
آخر پڑا گل میں کفن مکھڑا چھپا جاتے رہے
رفتار خوش گفتار خوش دستار خوش، رخسار خوش
کر سیر در بازار خوش ماٹی چھپا جاتے رہے
آرام دل راحت بدن غم کی دوا پیارے سجن
شیریں زباں، شیریں سخن سب سن سنا جاتے رہے
کیا عجب روشن چند تھے کیا دوست اور دلبند تھے

لخت جگر فرزند تھے	چھڈ باپ ماں جاتے رہے
ایسے جو تھے صاحب شرم	گھر سے نہ جاتے تھے ایک دن
جب ہو چکا عرصہ ختم	وہ کربلا جاتے رہے
جس نے بنائے محل و گھر	تو رہ گیا، وہ ہیں کدھر
تو بھی نہیں رہنا مگر	جب وہ بنا جاتے رہے
کئے یار یاروں سے جدا	مرتے تھے جو دیکھے سوا
کر الوداع وقت فنا	وہ دلربا جاتے رہے
جن کو ملا ایسا حسن	سمیں صفا تن گل چمن
گل میں کفن پا کر بجن	چانن بجھا جاتے رہے
کیا شان تھا شیطان کا	حاکم زمیں آسمان کا
جب حکم سے منکر ہوا	سب شان ہا جاتے رہے
لعنت پٹی سرکار سے	حاصل ملا انکار سے
دوری ملی دربار سے	فخر و ہوا جاتے رہے
کر یاد حق سبحان کی	گر حرص ہے ایمان کی
طرف خدا رحمٰن کی	سب اولیاء جاتے رہے
کیا مال سے فائدہ ملے	جب خرچ سے خالی چلے
پھر اور وارث ہو کھلے	جب تم دیہا جاتے رہے
افسوس ہے اس بات پر	نہیں گور کا تجھ کو فکر
اٹھ جاگ جلدی ہوش کر	دوست بھرا جاتے رہے
آنا نہ ہو گا پھر کبھی	آئے نہیں حضرت نبی
کر پیشوا کی پیروی	جو کچھ بتا جاتے رہے
اب دیکھ اپنی ذات کو	مت بھول اصلی بات کو

پھر کیا کرے گا رات کو
جب دن دیہا جاتے رہے
دوست یارانہ توڑ کر!
چلتے رہے مکھ موڑ کر
گھر کو ویرانہ چھوڑ کر
کئی لاکھ ہا جاتے رہے
جب عمر پیاری ہو ختم
حاصل ملے گا درد و غم
پڑھنا پڑے گا وہ علم
جس کو بھلا جاتے رہے
فرصت کبھی پانا نہیں
پھر وقت ہاتھ آنا نہیں
افسوس بھی جانا نہیں
جب کر کما جاتے رہے
بولے قبر شام و فجر
کچھ ہوش کر کچھ ہوش کر
تجھ سے بھلے میرے اندر
ہو خاک پا جاتے رہے
جس نے حسن ایسا دیا
اس سے تو بیگانہ ہوا
پوچھے گا وہ حاضر بلا!
جب تم بھلا جاتے رہے
اب چھوڑ کر بدعادات کو
سن غور سے میری بات کو
روئے گا گزری بات کو
جب زہر کھا جاتے رہے
کرتا ہے جو تجھ پر کرم
اس سے نہیں تجھ کو شرم
پھر غضب ہے ایسا جرم
جب بے وفا جاتے رہے
دل سے خدا کا پیار کر
جلدی سے استغفار کر
کئی لاکھ غفلت کار پر
دائم سزا پاتے رہے
پھرتا ہے جس سے دور تو
جانا ہے اس کے روبرو
کرنی پڑے گی گفتگو
جو کچھ لکھا جاتے رہے
اب وقت کھیتی بون کا
موسم ہے پیدا ہون کا
پھر وقت آوے رون کا
جب مرمرا جاتے رہے
کوئی دن صبح یا شام کو
لے کر تمہارے نام کو

رو دیں گے اپنے کام کو جب تم سدھا جاتے رہے
اکو ہی تھا اکو چلا اکو قبر میں جا پڑا
پاوے گا سب اس کی جزا جو کر کما جاتے رہے

☆☆☆☆☆

جا دیکھ قبرستان سے کر کے فکر دل و جان سے
کئی لاکھ گل بستان سے خوشبو گنوا جاتے رہے
ہڈیاں جدا گوشت جدا سب خاک میں جا کر ملا
موجاں اڑا لے کر ہوا کر چپ چپا جاتے رہے
کئی باغ کے مالی پڑے کئی ملک کے والی پڑے
سب ہاتھ سے خالی پڑے قبریں سما جاتے رہے
معلوم نہیں جانے خدا یہ کون تھا اور کیا ہوا
کچھ دن زمانہ عجب تھا محفل لگا جاتے رہے
سب نین سوہنے گل گئے لب دانت ماٹی رل گئے
سن بات کر حاضر عقل اب وقت ہے کر لے عمل
سر پر کھڑی حاضر اجل سب اولیاء جاتے رہے
اونچے محل ماڑی بنا لیتے تھے انبر کی ہوا
اب کچھ نہیں حسرت سوا سب کچھ کھڑا جاتے رہے
تن میں وہ طاقت نہ رہی بالاں سیاہی نہ رہی
دل کی سیاہی نہ رہی عیش و مزا جاتے رہے
اب اجل ہے نزدیک تر کرتی ہے نگاہ تیرے اوپر
رہنا تیرا ہے کس قدر بے انتہاء جاتے رہے
جب آپ کا پیغام ہے پھر کیا تجھے آرام ہے

پھر زندگی کس کام ہے — جب مصطفیٰ جاتے رہے
کچھ دن تمہارا ہے حکم — عاجز ہو کر مرنا ہے تم
لاکھوں کے ہو گئے نام گم — جو کر جفا جاتے رہے
جب ہو ضعیفی تجھ اوپر — تجھ کو ہٹا دے دور کر
جلدی نہ آ پوچھیں خبر — عاجز بنا جاتے رہے

☆☆☆☆☆

طرف سے اوّل ہو غریب — طرف خدا قادر مجیب
وہ اجر ہو سب کو نصیب — جو کر کما جاتے رہے
خلقت خدا کی مت ستا — اس عدل سے بچنا کجا
گئے لاکھ ظالم باجفا — خلقت ستا جاتے رہے
ہر بدعمل بدشکل کر — اسوار ہو ظالم اوپر
دوزخ لے جاویں خوار کر — خواری اٹھا جاتے رہے
کب تک قلم لے کر رہوں — کس کو لکھوں کس کو پڑھوں
کس کس کی حالت میں کہوں — بے انتہا جاتے رہے

☆☆☆☆☆

لعنت کرے آسمان و زمیں — جو دل خدا دوست نہیں
جنت نہ پاوے وہ کہیں — دوزخ تپا جاتے رہے
جس کو نہیں پیارا نبی — بے شک ہے وہ دشمن ربی
دولت جو پیاری عمر تھی — ضائع لٹا جاتے رہے
فاجر ہو یا عابد ولی — سب کا گزر اک ہی گلی
جاتا ہے سب خلقت چلی — سب انبیاء جاتے رہے
جس نے تجھے پیدا کیا — سر کو اسی در پر جھکا

منکر اوپر قہر خدا — فتنہ جگا جاتے رہے
اب کر شرم اب کر شرم — کیوں نہ کریں دل کو نرم
بے فکر ہے تو دم بدم — خوف خدا جاتے رہے
یارب ہے عاجز کی دعا — دوست ملا بخشو خطا
عاشق جویں ہو کر فدا — کلمہ سنا جاتے رہے
صوفی تجھے کیوں ہے یہ غم — رکھتا ہے اپنی چشم نم
حامی ہیں جب شاہِ امم — گو ظاہراً جاتے رہے

نصیحت الغافلین

در نظم پنجابی

بیادگار وفات حسرت آیات والدین و بھائی رحمۃ اللہ علیہ

کھول اکھاں خوابوں غافلا — گیا دور تیرا اُٹھ قافلہ
تدھ کیتا فکر نہ ترن دا — تیرے ساتھی ساتھ لدا گئے
ایہہ دنیا خام بازار ہے — سب کوڑا ایہہ ٹھاٹھ پسار ہے
لد گئے ونجارے دور دے — اس نگری پھیرا پا گئے
تینوں موت نہ وچ خیال دے — پئے رہن پچھے دولتاں مال دے
گئے خالی ایس جہان توں — جیہڑے لکھ کروڑ کما گئے
نت موت تیرے سر چیک دی — پئی ہر دم قبر اڈیک دی
توں پھنس گیوں وچہ دھندیاں — کم تینوں مار مکا گئے
سک باغ جوانی دا جاوسی — جد ہوا خزاں دی آوسی
اڈ جاسی بلبل بول کے — جد شاخ تھیں پھل کملا گئے
پئے ہور نویں نت آوندے — بنھ بستر اگلے جاوندے

ایہہ دنیا خواب سراں ہے — جیوں راہی رات لنگھا گئے
اوہ دوست محرم حال دے — جو آئے تیرے نال دے
ہن نظر! وہ مول نہ آوندے — اوہ ساتھیوں ہو جدا گئے
اک ویلا اوہ بھی آوناں — چل دنیا تھیں تدھ جاوناں
جیوں یار پیارے دلاندے — وچ مٹی دے منہ چھپا گئے
وچہ قبراں دے لیٹے پئے جو — کدے تھے اساڈے جیہے اوہ
اساں ہووناں اونہاں وانگ ہے — جیوں اج نام مٹا گئے
جنہاں محل بلند اسارے — چھڈ ایتھے اوہ آپ سدھارے
ہن جا بسے وچہ جنگلاں — سب دعوے چھڈ چھڈا گئے
تیرے وانگوں لکھاں آئیکے — گئے زور تران دکھائیکے
چڑھ حرص ہوا دے کوٹ تے — اُچے باجے آن بجا گئے

☆☆☆☆☆

نمرود شداد سی شاہ جو — فرعون جیہے گمراہ جو
پھر کیتے موت فنا واہ — جو خود خدا کہا گئے
گئی وانگ سکندر شاہ دے — آہے مالک ملک سپاہ دے
چھڈ گئے خزانے مال دے — ہتھ خالی اوہ انت دکھا گئے
کدی خسرو نوشیرواں شاہ سی — کدی اکبر شاہ جہاں سی
اج راج کریندے پئے ہورنی — آہ خبر نہیں کس جا گئے
سلیمان نبی سلطان دے — دیو پریاں وچہ فرمان دے
گئے تخت اڑا ہوا وچہ — اوہ بھی آ کے وانگ ہوا گئے
آج مول نہ کوئی خبر ہے — کس جگہ اونہاں دی قبر ہے
جو وارث آہے تخت دے — گڑھ کوٹ بلند بنا گئے

نت جاری ہے پتن موت دا　　سنگ لدی چاند اہوت دا

سبھ چلو چل پکاردے　　پٹ ڈیرے راہی وہا گئے

تیرے وانگوں سوہنے سانولے　　آہے اندر جو بن باولے

اج نازک اوہ بدن اونہاندے　　وچہ لحد دے کیڑے کھا گئے

صوفی فانی جگ جہان ہے　　کل من علیہا فان ہے

تینوں سمجھ ذرا نہیں آوندی　　دیکھ کتھے باپ بھرا گئے

تیرے بھائی تے باپ پیارے　　دنیا فانی توں چھڈ سدھارے

لے گئے کھٹ جہان توں　　جیہڑے چنگے اوہ عمل کما گئے

الٰہی بخشیں ماں پیو بھائیاں　　اونہاں جان رہائیاں پایاں

کریں رحم اونہاں تے مالکا　　ہن پاس تیرے اوہ آ گئے

وچہ گور اندھیرا قہر دا　　رنگ اکو رات دوپہر دا

لے چلیں دیوا اوتھے عمل دا　　جیوں عالم لوک سنا گئے

پئی کرے منادی موت ایہہ　　چھڈ نرم وچھایاں سوت ایہہ

چل دیکھ شہزادے گل رخاں　　چھڈ چھیجاں اوہ خاک سما گئے

جیہڑے نال پھلاں سن تلدے　　اوہ آج قبر دے وچہ پئے رلدے

ہوئے خاک سرہانے اونہاں دے　　جو مخمل تکئے لا گئے

کئی رستم جیہے جوان سی　　جہناں اوپر زور گمان سی

آئی کم نہ کچھ بہادری　　سر اگے اوہ موت جھکا گئے

سب معلوم تینوں حال ہے　　ایہہ دنیا خواب خیال ہے

پیا دوڑیں پچھے حرص دے　　کیوں تینوں مار سووا گئے

کھیت مکان تے باغ بہاراں　　چھد جائیں گا سندر ناراں

باجھوں عملاں کوئی کم نہ اوسی　　تینوں قبریں جدوں دفنا گئے

جو تیرے انگ ساک پیارے ساتھی اوہ دنیا دے سارے
موت پچھے کوئی تیرا یار ناہیں اپنے پرائے سب بھل بھلا گئے
کر یاد دیہاڑا حشر دا جتھے لیکھا ہر اک بشر دا
ہوسی آتش تیز میدان دا سن خبر نبی گھبرا گئے
آج کر لے رب نوں یاد توں کر عمر نہ ایہہ برباد توں
ہتھ مل مل کے پھر پچھتاویں جد ویلے وقت وہا گئے
جو نافرمان حضور دے اوہ جا سن جگ توں جھور دے
پئے رودن روز نشور دے جو ضائع عمر گنوا گئے
آج ویلا اے عمل کمان دا سد ہوسی بھلکے جان دا
پھر ہوسی کجھ نہ تدھ تھیں جد تن تھیں سانس سدھا گئے
اس دنیا وچہ بازار دے آج کر لے کجھ پیار دے
لئے تحفے لد سوداگراں! تیرے ساتھی نفع اٹھا گئے
ایہہ دنیا کھیتی جان توں اٹھ موسم ہے وقت پچھان توں
جیہا بیجیں گا تیہا وڈسیں ایہہ پاک نبی فرما گئے
جو نیک کمایاں کر گئے اوہ دوہیں جہانیں تر گئے
ہے جنت جاگہہ اونہاں دی جو کر کے راضی خدا گئے
اٹھ جاگ توں اسمٰعیل وے تیرا رہ گیا وقت قلیل وے
لنگھ گئی عمر عزیز تیری ہن وقت اخیری آ گئے

نظم در پنجابی

غفلت ولا پروائی

اے دل غافل ست کمینے غفلت چھوڑ کداہیں
ہر دم موت تیرے سر اتے تیں کچھ فکر کیوں ناہیں
موتوں پہلے کر لے جلدی جو کچھ عمل کمانا
موت آئی تاں پھر پچھتاسیں جد کیتا قبر ٹکانا
صحت اندر توں کر لے توشہ مت بیماری آوے
تے جیوندیاں خرچ قبر دا کر لے مت ویلا چل جاوے
دعا مرن دی مول نہ کر توں جیون نعمت بھاری
کر لے عمل کما کچھ نیکی نہ آون دوجی واری
اک دن قبریں کر دفن پیارے آپ گھریں مڑ آون
اپنے کمان کارن روون نہ تینوں یاد لیاون
دنیا وچہ قبر قیامت ہر وقت سوہاوے
کر اوہ عمل جو وچہ قبر دے نال بندے دے جاوے
غیراں حب دلوں کر باہر اس وچہ نفع نہ جانی!
تے رب دیاں پیاریاں نال محبت اس دے کارن آئی
رنگ محل بناون احمق خرچن مال ربانا
موت آئی سب چھوڑ علاقہ قبریں کرن ٹکانا

جد تک جان بدن وچہ ہیسی کر توبہ وقت ایہوتی
موت آئی تاں پھر پچھتاسیں ویلا وقت گیوتی
آدم تھیں تا اس دم تائیں جتنی خلقت ہوئی
گھاٹی جانکندن سب لنگھے پاسے گیا نہ کوئی
زن فرزند تے خویش قبیلہ دوست بھیناں بھائی
دیکھن کھلے تے رودن کھوبن چلے واہ نہ کائی
اوہ آپو اپنے فائدیاں نوں رودن یار پیارے
اس دا درد نہیں کسے ہرگز رودن لوگ جو سارے
اللہ باہجھ نہ بیلی کوئی اٹھ اکلا چلیا
ہکو آیا ہکو جاسی راہ وچہ غفلت دلیا
نبی کہیا نہ موت بھلائیو نہ ایہہ تساں بھلاوے
اک دن خاک تساں پر پوسی کیوں تساں سمجھ نہ آوے
فجر امیدوں شام نہ کرنی، شاموں فجر نہ یارا
ہر دم موت تیرے سر اتے مارے کوچ نقارا
دوست جانی دلبر حامی ساتھ تیرے جو آئے
شوکت شان تے عیش بہاراں کیونکر چھوڑ سدھائے
ہن وچہ قبراں گوشت پوست ہوسی کیڑیاں کھادا
ہڈیاں مٹی کھادیاں ہوسن جیوں کر حکم خدا دا
سوہنے مکھ نورانی آہے دند چٹے دیاں کلیاں
رخساراں تے لباں معطر نازاں اندر پلیاں
ہن کجھ سار نہ واپس آوے نہ کوئی حال سناوے
ہائے افسوس اس دنیا اتے کویں غرور دکھاوے

ہر دم موت کھلی سرہانے دم دم سد پکارے
کر لے عمل اے غافل جلدی توں پھسیوں کس کارے
نبی ﷺ کہیا نت یاد کرو اس جو مزے گواون ہاری
پل وچہ وارث نوں بے وارث کر دکھلاون ہاری
سکیاں یار بھرواں کولوں جدا کراون ہاری
پل وچہ راج حکومت شاہی توڑ دکھاون ہاری
میں ہاں موت اچانک تینوں جدا کراون والی
وسدیاں ہسدیاں گھر دیاں وچوں توڑ لے جاون والی
میں اوہ موت وچھوڑن والی ماں پیو تھیں فرزنداں
میں اوہ موت محباں کولوں جدا کراں دلبنداں
میں اوہ موت جو فرزنداں تھیں ماواں جدا کراواں
میں اوہ موت وچھوڑاں پل وچہ سکیاں بھین بھراواں
میں اوہ موت بھی یوسف جیہے جس نے پور لنگھائے
میں اوہ موت صدیقاں ولیاں جس نے ہجر دکھائے
میں اوہ موت زور آور ڈاہڈے جس کر کے زیر لیاندے
فرعون شداد نمرود جیہے جو آپے رب کہاندے
توں آکھیں میں ہردم رہساں دنیا دے بازارے
میں آکھاں میں جدا کریساں اندر اک پلکارے
توں اکھ چوراویں مکر بناویں موت کنوں بچ جاواں
آخر وقت پتا لگ جاسی پیش تیرے جد آواں
تابعداری رب نبی دی جے نہ ثابت ہوئی
سمجھ لویں پھر ڈاہڈی ہوسی حالت بے آبروئی

کر لے توبہ وقت وہاندا میں سر اپر آئی
پھر پچھتایاں نہ بن سی جد ایہہ گھڑی ویہائی
کیا اعتبار تیرا او بھائی ملک الموت گرامی
کس ویلے اوہ سر پر آ کے کھو لئے عیش تمامی
کل وچہ آخر دے گھر جاسو جتھے عمل نہ کائی
صرف حساباں کارن کیتا اس نوں پاک الٰہی
جس نوں قبر یقین ہو جانا جتھے یار نہ کائی
ہسے خوشیاں اندر پھردا کیوں اس قبر بھلائی

☆☆☆☆☆

کل من علیھا فان ایہہ مولا فرماوے
ہے افسوس اے بندے تینوں عقل خیال نہ آوے
سو برساں زندگانی ہووے اوڑک گور ٹکانا
زور جوانی چھوڑ تمامی آخر نوں مر جانا
ایہہ سرائے مسافراں والی تھوڑے روز بسیرا
توں جس گھر دا مالک بنیا نہ تیرا نہ میرا
قبر اندر ہن جاون والی کر سامان تیاری
نہیں تاں ایسے غفلت اندر تیری آجاوے گی واری
موتوں پہلے جو کچھ کرنا کر لے اج پیارے
موت آئی تاں اس دنیا تھیں جھاڑ جاویں لڑ چارے
موتوں پہلے کوئی نہ بچنے والی صورت تیری میری
نہ کر بندیا میری میری ہونا انت خاک دی ڈھیری

اک دن تینوں مینوں سینوں جانا ہوگ پیارے
ہوسی اندر قبر گزارا چھڈ جاسیں محل چبارے
دنیا وچہ مغرور نہ ہوویں یاد کریں مرجانا
تیرا بھی اس خاک دے اندر ہوسی انت ٹکانا
اسمٰعیلا پھر نیک وسیلہ چھڈ جانا دیس رنگیلا
چنگے عمل کما وچہ دنیا کم آسی نہ خویش قبیلہ
گذری عمر جوانی ساری ہن اگے دا کر کجھ حیلہ
کتھے بھائی باپ تیرے اَج اٹھ ویکھ توں اسمٰعیلا
نبی ولی ہور عالم فاضل گزرے چنگ چنگیرے
شاہ فقیر ہور برے بھیڑے کیتے قبریں ڈیرے

☆☆☆☆☆

ایہہ دن اپنا سوچ ولا کر اطاعت ذکر الٰہی
رب نبی نوں راضی کر لے چھوڑ فساد مناہی
جو کوئی بندہ دنیا دے وچہ موت بھلاوے ناہیں
روز قیامت نال نبی دے پاوے جنت جائیں
آجا وقت وہاندا جاندا من نصیحت میری
اک دن خاک اندر رل جاسی ایہو شان جو تیری
گئے ہزاراں کر عیش بہاراں جا ستے وچہ مزاراں
نام جہاں دے نہ میں جانا نہ توں جانے ساراں
برے اعمال کریں وچہ دنیا نہ کر حرص وڈیری
پیش عدالت بنجر جاسی سب کمائی تیری

اکھیں ویکھیں کنیں سنے، ہتھیں دفن کریں توں
بدکماں تھیں باز نہ آویں نہ مرنا یاد کریں توں
دنیا دھندے کارن پھندے ختم نہ ہرگز ہوئے
چھوڑ پیارے موت نمائی قبراں اندر ڈھوئے
اسمٰعیلا دین محمدی دنیا دین سنوارے
باہجوں دین محمدی دھکے ہوسن حشر خسارے

☆☆☆☆☆

بے حد بے حد حمد خدا نوں جس احسان کمایا
عاجز اوگن ہارے کولوں ایہہ جاری فیض کرایا
شکر خدا دا ادا نہ ہووے جس ایہہ راہ دکھلایا
اول آخر حمد اوسے نوں جس ایہہ فضل کمایا
لکھ کروڑ صلوٰۃ سلاماں سرور سن دلداراں
آل اصحاباں مومن یاراں دوست نیکوکاراں
دنیا فانی انت ویرانی ایہہ بعد نشانی پیارے
فضلوں نظر ہووے منظوری صاحب دے دربارے

(عزوجل/صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/رضی اللہ عنہم/رحمۃ اللہ علیہم)

☆☆☆☆☆

ختم شد

ہماری چند دیگر مطبوعات